یا اللہ مدد

تحریکِ خدام اہلِ سنت کا ترجمان

نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض

ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور

جلد 31 شمارہ 9 - ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ ستمبر 2018ء

خدام اہل سنت کی دُعا

از قلم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسولؐ اللہ کی سنت کا ہر سُو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجِ نبی پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت رے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا
انہیں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرتم اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیری کن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسول پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری راہ میں ہر ایک سنی مسلماں وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم
ہمیشہ دینِ حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرؔ ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

2
اصل کلمۂ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ماہنامہ
حق چار یار رضی اللہ عنہم
لاہور
ابوبکر صدیق
عمر فاروق
عثمان ذوالنورین
علی المرتضیٰ
جلد 31 شمارہ 9 - ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ، ستمبر 2018ء
جانشین قائد اہل سنت
قاضی محمد ظہور الحسین اظہر
امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
قاضی مظہر حسین
بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان
بدل اشتراک
نائب مدیر
منظور حسین صاحب
مدیر مسئول
محمد مسعود صاحب
قاضی ظاہر حسین جرار صاحب 0333-5783036
دفتر ماہنامہ حق چار یار
متصل جامع مسجد میاں برکت علی مدینہ بازار ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور
0322-4135093
0302-4166462
042-37427872
پبلشر حافظ محمد مسعود نے افضل شریف پرنٹرز سے چھپوا کر ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا۔

فہرست مضامین

فرمانِ خداوندی

عالمِ اسباب میں اللہ تعالیٰ نے دین و ایمان کا نور پھیلانے کے لیے آنحضرت ﷺ کو آفتاب رسالت بنایا ہے، چنانچہ قرآنِ مجید میں فرمایا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴾ (احزاب: ۴۵۔۴۶)

''اے نبی! ہم نے بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ (مومنین کے لیے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے) ڈرانے والے ہیں اور (سب کو) اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اگر خالق کائنات نے آنحضرت ﷺ کو قرآنِ مجید میں سراج منیر (آفتابِ نبوت) فرمایا ہے۔

فرمان رسالت ﷺ

تو خود سرورِ کائنات ﷺ نے اپنے فیض یافتہ اصحاب کو نجومِ ہدایت فرمایا، جو آفتابِ رسالت سے ہدایت کا نور حاصل کرنے والے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ''اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ'' (میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔'' حضور رحمت للعالمین ﷺ نے اپنے فیض یافتہ مومنین کو اپنے اصحاب فرمایا ہے، یعنی ان کو میری صحبت کے اثر سے یہ مقامِ ہدایت نصیب ہوا ہے۔

اسی لیے اکابر اہل سنت فرماتے ہیں کہ ''نبوت و رسالت کے بعد سب سے بڑا مقام صحابیت کا ہے۔ اور مقامِ صحابیت کی خصوصیت سمجھنے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ جس طرح حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی کو منصبِ نبوت و رسالت نہیں دیا جائے گا اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو مقامِ صحابیت بھی نہیں نصیب ہوگا کیونکہ صحابی صرف ان مومنین کاملین کو کہا جاتا ہے جن کو اس عالمِ شہادت میں ایمان کے ساتھ حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوا ہے اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوا ہے۔ سبحان اللہ! شرفِ صحابیت ایک مخصوص انعامِ خداوندی ہے جو بعد میں اور کسی کو نصیب نہیں ہوسکتا۔ (قائد اہل سنتؒ)

اھدنا الصراط المستقیم (اداریہ) امیر تحریک مدظلہ کے قلم سے

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا ۷۱ واں یوم آزادی

۱۴۔ اگست ۲۰۱۸ء اسلامی جمہوریہ پاکستان کے باشندوں نے ۷۱ واں یومِ آزادی بڑے جوش وخروش سے منایا۔ رات کو سرکاری اور نجی عمارات پر چراغاں۔ اور دن کا آغاز نماز فجر پڑھنے کے بعد مساجد میں وطن عزیز کی سلامتی اور استحکام کے لیے خصوصی دعاؤں سے ہوا۔ وفاقی حکومت اسلام آباد میں ۳۱ توپوں۔ جب کہ صوبائی دارالحکومتوں میں ۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔ اس دن کی مناسبت سے ملک بھر میں خصوصی تقریبات، سیمینار اور ریلیوں کا انعقاد کیا گیا۔ سرکاری ونجی عمارتوں پر قومی پرچم کشائی کی پروقار تقریبات منعقد کی گئیں اور ایون فیلڈ ریفرنس میں سزا یافتہ تین بار منتخب ہونے والے سابق وزیراعظم میاں شریف، دختر مریم نواز اور داماد کیپٹن (ر) صفدر نے اڈیالہ جیل میں ۱۴۔ اگست مناتے ہوئے کیک کاٹے اور قیدیوں کو کھلائے ...... صرف میرا ہی نہیں ہر محبت وطن پاکستانی کا سوال ہے کہ پاکستان کے حصول کے لیے جو قیمت مسلمانوں کو ادا کرنی پڑی تھی اس کے تصور سے ہر مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے۔ آنکھوں میں اندھیرا اور دماغ چکرا جاتا ہے اور بدن لرزہ براندام ہو جاتا ہے کہ برصغیر کی تقسیم کے نتیجے میں کڑوروں مسلمان بے گھر ہوئے ۱۵ لاکھ مسلمان قتل ہوئے تقریباً ۹۰ ہزار مسلمان بیٹیاں بے آبرو کی گئیں۔ مشرقی پنجاب میں کئی مقامات پر جوان عورتوں کے سامنے ان کے بھائی، باپ، شوہر اور بچے قتل کیے گئے اور اس کے فوراً بعد ان کی اجتماعی آبرو ریزی کی گئی...... یہ بھاری قیمت ادا کرنے کے بعد پاکستان نے اب تک اسلام یا مسلمانوں کی کیا خدمت کی ہے؟

آج برصغیر پاک و ہند آزاد ہے لیکن یہ آزادی کی نعمت کیسے میسر ہوئی اور اس کے لیے اہل وطن کو کس کرب و بلا سے گزرنا پڑا۔ یہ داستان طویل بھی ہے اور دردناک بھی ...... انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے کلکتہ کے راستے ہندوستان میں بغرض تجارت مغلوں کی حکومت سے پروانہ تجارت لے کر آئے اور بڑی مکاری اور عیاری سے آہستہ آہستہ حکومتی معاملات میں دخلی ہوتے گئے اور

بالآخر ملک پر قبضہ غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ اور یہ دراصل مسلمان حکمرانوں کی بداعمالیوں اور عیش پرستانہ زندگی کی سزا تھی'' (ٹیپو سلطان شہید) ۴ مئی ۱۷۹۹ء میں تسخیر سرنگاہ پٹم کے سلسلہ میں جب سلطان ہر طرف سے گھر گیا اور غدران ملک وملت اپنی سازشوں میں کامیاب ہوگئے۔ تو اسی حالت میں ایک آفسر راجہ جان نامی نے مشورہ دیا کہ آپ اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیجیے۔ سلطان نے تیور بدل کر غصہ سے جواب دیا ''گیدر کی صد سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔'' بچاس سال کی عمر پا کر جام شہادت نوش فرمایا۔ بل احیاء عند ربھم لیرزقون کی بشارت سے سرفراز ہو کر سلطان کی روح آج یہ پیغام دے رہی ہے۔

در جہاں نتواں اگر مردانہ زیست

ہمچو مرداں جاں سپردن زندگی است

جنرل ہارس جب لاش پر آیا تو فرطِ خوشی سے پکارا اٹھا ''آج ہندوستان ہمارا ہے'' مگر ان سفید نام بھیڑیوں کو کیا معلوم تھا کہ اسی ہندوستان نے ۱۹۴۷ء میں ٹیپو سلطان کے جانشینوں ''جن میں مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کا نام نامی اعلاء کلمۃ الحق اور انگریز دشمنی میں پیش پیش ہے'' ٹیپو شہید کی زبان سے کہلا دیا کہ پھر ''آج ہندوستان ہمارا ہے'' یومِ آزادی کے دن ''امام ولی اللہ دہلوی کو صاحبزادے شاہ عبدالعزیزؒ۔ شہید بالاکوٹ سید احمد بریلوی، شاہ اسماعیل شہیدؒ، اور ہندوستان کی تحریک آزادی میں قاعدانہ کردار ادا کرنے والے حاجی امداد اللہؒ مہاجر مکی، قاطع شرک و بدعت مولانا رشید احمد گنگوہی، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند، حافظ محمد ضامن شہیدؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اسیر مالٹا بمع دو شاگردوں شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اور شیر موحد ''پختون خوا'' مولانا عزیز گلؒ، محمد جعفر تھانیسریؒ اور ان کے ساتھی بعبور دریائے شور کی سزا پاتے ہیں، مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، علی برادران مولانا محمد علی جوہرؒ اور شوکت علیؒ، ابوکلام آزادؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، جناب شورش کاشمیریؒ، جانباز مرزاؒ'' کو خراج عقیدت نہ پیش کرنا کہ جنہوں نے ہندوستان کو حکومت برطانیہ کے ظالمانہ تسلط سے آزاد کرانے کے لیے قید و بند کی صعوبتوں اور تشدد کو برداشت کیا۔ بہت بڑی ناانصافی ہے کیوں کہ جو قومیں اپنے محسنوں کو بھول جاتی ہیں وہ کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتیں۔ حکومت اپنوں کی ہو یا غیروں کی۔

حق و صداقت کے علمبردار ہمیشہ ہی تختہ دار پر لٹکائے گئے یا جیلوں میں گئے۔ ''خلاصہ ماخوذ از مکتوبات شیخ الاسلام اور مقدمات و بیانات اکابر مقدمہ کراچی وقول فیصل۔''

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اربابِ اقتدار، سیاست دان حضرات، بیوروکریش اور اہل علم و دانش کی خدمت میں دردمندانہ گزارش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم! سانحہ راولپنڈی ۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ قیامتِ صغریٰ سے کم نہیں رہا اور یہی سارے ملک کا احساس ہے لیکن آئندہ ایسا کبھی نہ ہونے پائے۔ اس کے لیے آپ حضرات نے کیا لائحہ عمل طے کیا ہے؟ اس سانحہ کے بعد سدِّ باب پر اتنا وقت لگانا، جواب لگ رہا ہے۔ یہ یہاں کے عوام کے لیے بہت زیادہ تشویش کا باعث ہورہا ہے۔ تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان نصف صدی سے زائد عرصہ ہوا، ملک میں اہل سنت کی نمائندگی کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے اور اس جماعت کی جو آواز ہے، اس وقت پورے ملک کی یہی آواز ہے۔ سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دلخراش واقعہ ہر مسلمان کے لیے نہ بھولنے کا عظیم صدمہ ہے اور اس پر تمام مسلمان آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں لیکن اس موقع پر مروّجہ ماتمی جلوس جو آئے روز ملک میں فتنہ وفساد اور قتل و غارت کا سبب بنتے ہیں اس پر تحریک خدام اہل سنت چند باتیں آپ کے سامنے لانا چاہتی ہے۔

① جلوس نکالنے والے حضرات اپنے جلوس کو مکمل طور پر پُرامن رکھنے کے لیے ذمہ داری لیں۔ آیا یہ لوگ حکومت کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگر امن شکنی ہو تو ہم ذمہ دار ہوں گے؟ اگر وہ اپنے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں لیتے اور نہ ہی جلوسوں کی گزرگاہوں کی سُنی آبادیوں سے رضامندی حاصل کرتے ہیں تو بتلایا جائے کہ کیا وہ ایسے جلوس نکالنے کا حق رکھتے ہیں۔

② ان جلوسوں کے انتظامات پہ حکومت کے جو اخراجات ہوتے ہیں، اگر وہ اخراجات میں

کوئی حصہ نہیں ڈالتے، اور یقیناً نہیں ڈالتے تو اس صورت میں اہل سنت عوام کا احساس یہی ہے کہ قوم کا پیسہ ان جلوس نکالنے والوں کی گروہ بندی پر کیوں خرچ کیا جارہا ہے؟ پوری قوم کا پیسہ کسی ایک گروہ پر خرچ کرنے کا کیا جواز ہے؟

④ آپ حضرات جو اس قسم کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو آیا صرف واقعات کو دیکھتے ہیں یا ان کی اساسی وجوہات پر بھی غور کرتے ہیں؟ کیا ان کے پیچھے اہل سنت کے بزرگوں کے خلاف کسی دشمنی کی آگ تو نہیں جل رہی؟

④ جب کسی پبلک کی جگہ میں اس قسم کے واقعات پیش آئیں تو حکومت کی طرف سے عام طور پر اس کا نفی یا اثبات میں کوئی جواب نہیں دیا جاتا اس لیے عوام اندر ہی اندر رنجیدہ ہوتے ہیں اور وہ یہ بات عام کہتے سُنے جاتے ہیں کہ حکومت اس قسم کے خوفناک واقعات میں جرأت مندانہ فیصلے کرنے سے ڈرتی ہے حکومت کا فرض ہے کہ عوام کے اس خیال کو عملاً غلط ثابت کرے۔

اس معاملہ پر غور وفکر کرنے کے بعد ہم اس وقت کی حکومت سے بجا طور پر یہ توقع رکھتے ہیں کہ ارباب اختیار فریقین کی عدالتی سطح کی بحث وتمحیص کے ذریعے اس مسئلہ کا سنجیدہ حل تجویز کریں گے اور وہ صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ ہر قسم کے سیاسی و مذہبی جلوسوں پر پابندی عائد کر دی جائے کہ وہ شاہراہِ عام پر نہ آئیں نیز سیاسی طور پر احتجاج وغیرہ کے لیے کوئی جگہ مخصوص کی جاسکتی ہے جب کہ مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لیے ہر ایک فریق اپنی عبادت گاہ کو بغیر روک ٹوک کے استعمال کرسکتا ہے۔

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری

نہ جلوس شاہراہوں پر آئیں اور نہ کوئی خونی اور ناخوشگوار واقعہ پیش آئے۔ اللہ تعالیٰ وطن عزیز کو ہمہ قسم کے شرور سے محفوظ فرمائے...... آمین ثم آمین

فیوضاتِ مظہرؒ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی وایمانی صفات

قائد اہل سنت وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ☆

خطاب جمعہ: ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۹ء	ضبط وترتیب: ماسٹر منظور حسین

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ٥ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ٥ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ٥۔

ترجمہ: ''جو اللہ کے دین کی مدد کرتا ہے اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ بڑی طاقت والا ہے ''الذین ان مکنھم فی الارض'' وہ لوگ جن کو گھروں سے ناحق نکالا گیا، اگر ہم ان کو زمین پر تمکین (حکومت) دیں تو نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، ہر نیکی کا حکم کریں گے ہر برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔'' (سورۃ الحج)

○...... برادرانِ اہل سنت والجماعت! تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے دو روزہ سنی کانفرنس کل سے شروع ہے، اس کانفرنس و سالانہ اجتماع میں آپ حضرات جو دوسرے مقامات سے بھی تشریف لائے ہیں اس کا مقصد کیا ہے؟ کوئی دنیا کا مقصد نہیں، مقصد محض دین ہے، دین کا نفع وہ ہے کہ اس جہان میں بھی اس کا نفع ہے۔ قبر میں بھی اس کا نفع ہے، قیامت میں بھی اس کا نفع ہے، آپ گھروں سے چلے ہیں تو اس لیے نہیں کہ یہاں کوئی دولت ملے گی، کوئی ممبری ملے گی، اس لیے آئے ہیں کہ یہ ایک دین کا اجتماع ہے، دین اور شریعت کے عقائد احکام ہم سنیں گے، اور اسی نیت سے آپ یہاں بیٹھیں اور سنیں۔ مقصد پر نظر رکھو۔ کیونکہ جب آدمی مر جاتا ہے۔ اب دنیا تو ختم ہوگئی، صدارت بھی ختم، وزارت بھی ختم، سب کچھ ختم، زمین کے اندر آپ دفن کر دیتے ہیں۔ قیامت تک قبر میں رہے گا۔ اب کس چیز کا اس کو قبر میں نفع ملے گا؟ ''الذین امنوا وعملوا الصالحات''

☆ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان، خلیفۂ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ایمان اور عمل صالح کا۔ مرنے کے بعد نیکی نہیں کر سکتا۔ تو کانفرنس واجتماع کا اصل مقصد یہی ہے کہ ہم موت سے پہلے پہلے عقیدہ بھی صحیح رکھیں اور عمل بھی نیک کریں تاکہ مرنے کے بعد قبر میں بھی اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔ قیامت میں بھی اللہ کی جنت عطا ہو تو دنیا میں حرام کو چھوڑ دو، گناہ کو چھوڑ و اور حلال کمائی کرو گے تو وہ بھی دین بن جائے گا نیکی بن جائے گی۔

○.....تو اب جنت کیسے ملے، جہنم کے عذاب سے ہم کس طرح بچیں؟ اس کا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے خود انتظام فرمایا، یہ قرآنِ مجید اس آخری امت کے لیے نازل ہوا، یہ اللہ کی وحی ہے یہ اللہ کی صفت کلام ہے، یہ نرا نور ہے، تو اس قرآن سے ہی ہمیں سب کچھ معلوم ہوتا ہے، اصل دین کی بنیاد یہ قرآن ہے۔

○.....اسی لیے نبی کریم رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا "خیر کم من تعلم القرآن وعلمه" تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ یہ نہیں فرمایا کہ جس کے پاس دولت ہے، وہ بہتر ہے، جس کے پاس اقتدار ہے، بہتر ہے، جو اللہ پاک نے قرآنِ مجید میں نازل فرمایا، سب بہتریوں کی بنیاد یہی ہے۔ یا پڑھتے رہو یا پڑھاتے رہو۔ پہلا درجہ قرآنِ مجید کے پڑھنے کا کیا ہے؟ ناظرہ، دیکھ کے زبر، زیر پیش، صحیح پڑھ لے، کوئی مسلمان ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ جو قرآنِ مجید ناظرہ بھی نہ پڑھ سکے، جتنا ثواب اور اجر قرآنِ مجید کے پڑھنے میں ہے کسی میں نہیں۔ ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں آج پیسوں کی قدر ہے نیکیوں کی قدر نہیں۔ پیسہ تو ختم ہو جاتا ہے، نیکی رہتی ہے، دوسرا درجہ حافظِ قرآن کا ہے۔ تیسرا درجہ عالمِ قرآن کا ہے، جو قرآن کا علم رکھتا ہے اس کا ترجمہ تفسیر جانتا ہے۔ تو جتنا بھی ہو سکے اللہ کے قرآن کا علم حاصل کرو، یہ دینی مدارس اس لیے ہیں۔

اسلام کے تین بنیادی عقائد

توحید، نبوت، قیامت، یہ اسلام کی تین بنیادیں ہیں۔ توحید، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس نے ہمیں پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں جابجا اپنی توحید کا ذکر فرمایا ہے، ہر پہلو سے، ہر لحاظ سے وہ "وحده لا شريك" ہے، مخلوق کی صفتیں، مخلوق کے اندر ہیں، خالق کی صفتیں مخلوق میں نہیں۔ عبادت خالق کی کرنی ہے، مخلوق کی نہیں اور اس کے لیے قرآنِ مجید میں ہے "فاعلم انه لا اله الا الله" کیا معنی؟ کہ جس ذات پاک کا نام اللہ ہے، رب العزت کا ذاتی نام اللہ ہے، باقی سارے

صفاتی نام ہیں، عبادت کے لائق بھی صرف وہی اللہ ہے اور کوئی نہیں۔

○......یہ اللہ کی توحید کس ذریعے سے حاصل ہوئی؟ **محمد رسول اللہ**، اللہ نے ساری مخلوق میں سے چن کر سب مخلوق سے، سب سے اونچا درجہ، اعلیٰ مقام، ہمارے رسول پاک سرور کائنات ﷺ کا ہے۔ سب انبیاء برحق، معصوم، سب ملائکہ برحق، تو جب ہم کہتے ہیں ''محمد رسول اللہ'' تو حضور ﷺ کی رسالت کے ذریعے ہم توحید مانتے ہیں، قرآن بھی حضور ﷺ پر نازل ہوا، ہم بھی انسان ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام بھی انسان ہیں، فرق کیا ہے؟ فرق یہ ہے کہ وہ معصوم، گناہوں سے پاک ہیں، نہ اُن سے بڑا گناہ سرزد ہوتا ہے نہ چھوٹا۔ وہ ہر گناہ سے پاک ہیں وہ اللہ کے نمائندے ہیں، اُن کے ذریعے اللہ ملتا ہے، اللہ کی توحید ملتی ہے، تو یہ رسالت ہے۔

○......اور قیامت کیا ہے؟ یہ سارا جہان جب بالکل ختم ہوجائے گا۔ یہ نظام درہم برہم ہوجائے گا تو پھر وہ آخرت کا جہان ہوگا، اس دنیا میں جو کچھ انسان نے کیا ہوگا، اس کا بدلہ ہوگا یہ جہاں دارالعمل ہے وہ دارِ جزاء ہے۔ یہ میں نے تین عقیدے مختصراً عرض کر دیئے، عمل جب اس زندگی میں کرنا ہے تو جس طرح آپ دنیاوی کاموں میں کوشش کرتے ہیں اس سے زیادہ دین کے کاموں میں کوشش کرنی چاہیے، پانچ وقت کی نماز فرض ہے، کتنے لوگ پڑھتے ہیں؟ ہر جگہ جائزہ لے لو۔ کیا سارے نمازی ہیں؟ جب نماز نہ پڑھی تو اس کو کونسا عمل کام دے گا؟ پانچ وقت جو اس نے اللہ کی کھلی نافرمانی کی؟ اور عیش اڑاتا رہا، کتنے افسر بے نمازی ہیں، کتنے وزیر بے نماز ہیں، کتنے سرمایہ دار بے نماز ہیں؟ یہ اس لیے ہے ناں کہ ہم آخرت سے غافل ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا ہی دنیا ہے، نماز روزہ، زکوۃ، حج، یہ عملی احکام ہیں اور ان سب کا ثبوت قرآن سے ہے۔

عقیدہ خلافتِ راشدہ کی ضرورت واہمیت

اصل موضوع جو میں نے بیان کرنا ہے وہ خلافتِ راشدہ ہے۔ یہ تمہید ہے، عقیدہ خلافتِ راشدہ بنیادی ہے، فروعی نہیں ہے اور اس دَور میں یہ عقیدہ سمجھنا، سمجھانا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآنِ مجید میں فرمایا ہے۔ اب اچھی طرح سمجھیں، سمجھے ہوئے ہو تو پھر بھی اس کی گہرائی تک پہنچیں۔ خلافت عربی لفظ ہے، اس کا معنیٰ ہے جانشینی، ایک آدمی چلا جاتا ہے اُس کی جگہ دوسرا لیتا ہے، باپ مرگیا، اس کی جگہ وارث کون ہے؟ بیٹا، زمین، مکان باپ استعمال کرتا تھا۔

اب وہ مالک نہ رہا، اب بیٹا لائق بھی ہوتا ہے، نالائق بھی ہوتا ہے، کئی بیٹے لائق ہیں انہوں نے باپ کی جاگیر کو بعد میں بڑھایا، تجارت بڑھائی، کئی نالائق ہیں کہ سب کچھ بیچ دیا۔ جانشین دونوں ہیں، ایک لائق ایک نالائق ہے تو جو عقیدہ خلافتِ راشدہ کا ہے، یہ دینی جانشینی ہے، یہ کس کی جانشینی ہے؟ حضور ﷺ کی۔ نبی کریم رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین ﷺ اس جہان میں تریسٹھ سال رہے۔ چالیس سال کے بعد یہ قرآن کی وحی نازل ہونا شروع ہوئی، تیرہ سال مکہ شریف میں، دس سال مدینہ شریف میں یہ رسالت کی زندگی ہے۔ تیس سال۔

○……اب سمجھو! حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا اللہ کی طرف سے۔ جو کچھ عمل کیا اللہ کی طرف سے۔ جس کو ہم شریعت کہتے ہیں جس کو ہم دین کہتے ہیں، جس کو ہم اسلام کہتے ہیں، یہ حضور ﷺ نے اللہ کی وحی کے ذریعے ہم تک پہنچایا۔ اب حضور ﷺ بھی اللہ کے قانون کے تحت اس جہان سے تشریف لے گئے۔ اس جہان کو کہتے ہیں عالمِ شہادت، جس میں ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔ موت کے بعد جو جہان ہے اسے عالمِ برزخ کہتے ہیں۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ اجماعی ہے

نبی کریم ﷺ اس جہان سے اُس جہان میں تشریف لے گئے، اب اُس جہان میں زندہ ہیں، مُردہ نہیں، اُس جہان میں کیا ہیں؟ زندہ ہیں، موت ہے اس جہان کی اور حیات و زندگی ہے اُس جہان کی، کیونکہ کئی بے عقل یا جھلّے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو جب یہاں موت آئی تو وہاں بھی (نعوذ باللہ) مُردہ پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ اُن کو عقل دے قرآن کی سمجھ عطا کرے۔ اس جہان کی حیات ختم، اُس جہان کی حیات شروع، تفصیل کا وقت نہیں ویسے عرض کر دیا۔ اب یہ عقیدہ بنیادی اور اجماعی ہے۔

○……حضور خاتم النبیین ہیں یعنی حضور کے بعد اللہ کسی نبی کو پیدا نہیں کرے گا، نہ کسی کو نبوت کا منصب دے گا، حضور ﷺ تک جتنے پیغمبر آئے ہیں وہی رہیں گے؟ بعد میں کوئی نہیں۔ اب جو میں سمجھا رہا ہوں کہ حضور ﷺ تو اُس جہان میں تشریف لے گئے، تو حضور ﷺ نے جو دین کا کام کیا، تو آپ کے بعد اس کا اللہ پاک نے کیا انتظام کیا؟ تیس سال میں جو حضور ﷺ نے اجتماعی، انفرادی اتنا بڑا کام کیا۔ پورا اسلامی نظام، اب سمجھو ناں غور سے! کہ اب اس کو کون چلائے گا؟ معمولی کام تو

نہیں ہے؟ اس کا اللہ پاک نے کوئی انتظام کیا؟ پہلے تو یہ تھا کہ ایک پیغمبر آئے، پھر دوسرے پیغمبر آئے، اب پیغمبر تو آئیں گے نہیں۔ اب سارے امتی ہوں گے، اب حضورؐ کا جانشین بھی امتی ہوگا، پر وہ امتی کیسا ہوگا؟ اُمتی تو ہم بھی ہیں، اللہ ہمیں وفادار اُمتی بنائے، سرورِ کائنات ﷺ کا جانشین وہی ہو جو امتوں میں سب سے افضل ہو کون ہو؟ بھئی حضور ﷺ کی اعلیٰ شان کے مطابق، جانشین حضور ﷺ کا اعلیٰ ہونا چاہیے کہ نہیں؟ بھئی! حضور ﷺ کے کام کو سنبھالنے والا معمولی تو نہیں ہو سکتا؟

خلفائے راشدین کو اللہ نے خود بنایا

کس نے بنایا؟ اللہ تعالیٰ نے، آپ کہیں گے کہ قرآن میں تو نہیں لکھا ہوا کہ اللہ نے فرمایا ہو کہ ابوبکرؓ خلیفہ ہے؟ عمرؓ خلیفہ ہے؟ یہی بات تو سمجھانی ہے۔ پھر سمجھو! جس اللہ نے حضور کو خاتم النبیین بنایا، اب اسی اللہ ہی کا انتظام ہونا چاہیے تھا ناں کہ حضور ﷺ کا کوئی جانشین ہو، تاکہ یہ دین قائم رہے؟ یہ بھی اللہ کا انتظام ہے، اللہ تعالیٰ نے طریقہ بدل دیا۔ نام نہیں لیا، لیکن اس طرح بیان فرمایا، قرآنِ مجید کی آیات میں نشانیاں، علامتیں اور صفتیں بتائیں، اور اس طرح صفتیں بتائیں کہ اُس سے ہر عقل، علم والا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ کن کی یہ صفتیں ہیں وہ کون ہیں؟

موعودہ خلافت راشدہ کی دلیل

دو آیتیں ہمیشہ یاد رکھو! یہ موعودہ خلافت راشدہ کی دلیل ہیں۔ پڑھے لکھے اس کا ترجمہ، تشریح سمجھو! ایک سورۃ نور کی آیت استخلاف، ایک سورۃ الحج کی آیت تمکین، یہ دو آیتیں سمجھ لو۔ آیتِ استخلاف میں اللہ نے خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا اور فرمایا کہ خلیفہ میں ہی بناؤں گا، دلیل کیا ہے؟ ”وعدالله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم“ وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے، کون؟ ”منکم“ تم میں سے، ”ليستخلفنهم في الارض“ ضرور اللہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا، اللہ نے کیا فرمایا؟ کون بنائے گا؟ تو اللہ ہی نے فرمایا ناں؟ ہم بھی کہتے ہیں کہ یہ خلفاء اللہ نے بنائے ہیں اور اللہ جب فرما رہے ہیں کہ ”اللہ نے وعدہ کیا ہے اُن ایمان والوں سے، جو موجود تھے اس وقت کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، کہ اُن میں سے ہی اللہ خلیفہ بنائے گا، خود بنائے گا، کون بنائے گا؟ اللہ پھر سمجھو! فرمایا کہ ”اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ خود خلیفہ بنائے گا۔ صرف دیکھنا یہ ہے کہ کس کو بنایا ہے؟ ”ليستخلفنهم“ ضرور بنائے گا اور ایسا خلیفہ بنائے گا کہ جو دین اسلام اللہ

نے پسند کیا ہے اسی دین کی اللہ پاک خود اُن کو طاقت دے گا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔

○……اللہ ہی خلیفہ بنائے گا، اُن کو خلیفہ بنا کے اپنے پسندیدہ دین کی طاقت بھی خود اللہ دے گا۔ یہ نہیں کہ وہ خود دین کی طاقت بنائیں گے؟ یہ نہیں فرمایا، بلکہ خلیفہ بھی خود بنائے گا، خلیفہ بنا کے اپنے پسندیدہ دین کی طاقت، اللہ اُن کو دے گا ”ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا“ دشمنوں کا خوف امن سے بدل دے گا تو یہ سارے کام، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں خود کروں گا، اُن کے اختیار کی بات ہی نہیں۔ اب بتاؤ! رسول اللہ ﷺ کے بعد، حضور ﷺ کی جگہ، حضور ﷺ کے خلیفہ، حضور ﷺ کے جانشین بنے کون ہیں؟ سیدنا حضرت صدیق ابوبکرؓ، کتنے سال خلافت کی؟ سوا دو سال، اس سوا دو سال میں کوئی اور بھی خلیفہ بنا؟ کسی اور کی بھی حکومت رہی؟ نہیں۔ اگر یہ کہو نعوذ باللہ کہ یہ بھی سچے خلیفہ نہیں تھے تو اللہ کا وعدہ پورا ہو گیا؟ جب اللہ نے کہا میں خود بناؤں گا، تو اب بتاؤ کہ حضور ﷺ کے بعد (جانشین تو ہوتا ہے نا حضور ﷺ کے بعد فوراً) تو اللہ کا وعدہ کس کے حق میں تھا؟ جگہ خالی رہی؟ وعدہ پورا ہوا؟ اگر صدیق اکبرؓ کی خلافت کو نہ مانو، تو اللہ کا وعدہ پورا ہوا؟ اللہ کا وعدہ سچا نہیں ہوتا؟ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ساڑھے دس سال خلیفہ بنے، اگر کہو بھئی! وہ بھی سچے خلیفہ نہ تھے معاذ اللہ۔ تو اللہ کا وعدہ پورا ہوا؟ پھر حضرت عثمان ذوالنورینؓ خلیفہ بنے بارہ سال، تو سوا دو سال صدیق اکبرؓ، ساڑھے دس سال فاروقِ اعظمؓ، بارہ سال حضرت عثمانؓ، تقریباً پچیس سال گذر گئے اور اللہ کا وعدہ پورا نہ ہوا؟ تو کوئی پوچھتا ہے کہ یہ قرآن تمہارا سچا کیسے ہوا؟ نعوذ باللہ، ان تین کو برحق خلیفہ نہ ماننے کا یہ نتیجہ ہے کہ لوگ کہیں، بھئی! یہ قرآن سچا نہیں ہے؟ تو تمہارا کیا عقیدہ ہے، کیا قرآن سچا نہیں ہے۔ معاذ اللہ؟ تو یہ تین یا چار خلفاء ایسے برحق خلفاء ہیں کہ ان کو مانو تو اللہ کا قرآن سچا، ان کو نہ مانو تو نعوذ باللہ قرآن میں شک پڑ جاتا ہے۔ تو ان کے برحق ہونے کی اس سے زیادہ بھئی کوئی دلیل ہو سکتی ہے؟

○……اس کو کہتے ہیں اقتضاء النص کہ نام نہیں، لیکن نشانیاں، صفتیں ایسی ہیں، ان کو نہ مانو تو کتنی آیتوں میں نعوذ باللہ شک پڑ جائے گا؟ تو ان کی خلافت تو اتنی مضبوط ہے کہ ان کی خلافت مانو تو قرآن کی آیتیں سچی، اللہ کا وعدہ سچا، ان کی خلافت نہ مانو تو نعوذ باللہ، نہ قرآن نہ اللہ کا وعدہ سچا؟ قرآن کو مانتا ہے تو ان کو خلیفہ برحق ماننا پڑے گا، ان کو نہیں مانتا، قرآن کو نہیں مانتا، کتنی آیتیں

نعوذ باللہ مشکوک ہو جاتی ہیں۔

○......اور یہ جو میں نے سورۃ الحج کی آیت تمکین پڑھی ہے، اس میں بھی بات وہی ہے لیکن اس میں اللہ تعالیٰ نے خلفاء کی نشاندہی اور طرح سے کی ہے۔ آیتِ استخلاف میں صرف ایمان والوں کا ذکر تھا اور اس آیت سے معلوم ہوگیا کہ اللہ ان کو خلافت حکومت دے گا کہ جو گھروں سے نکالے گئے، یعنی مہاجرین، وہاں جن کو اللہ نے خلیفہ بنانے کا وعدہ کیا تھا، اُن میں انصار صحابہ نہیں تھے۔ بعد میں آنے والے صحابہ نہیں تھے، صرف مہاجرین اولین جو مکہ شریف کے رہنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے مختص کر دیا کہ حضور ﷺ کے خلیفہ جو ہوں گے وہ مہاجرین صحابہ میں سے ہوں گے۔ انصار صحابہؓ جنتی، ان میں کوئی خلیفہ نہیں۔ حضرت صدیق اکبر کون ہیں؟ مہاجر، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ مہاجر، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ مہاجر، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ مہاجر۔ مہاجرین صحابہ میں سے یہی چار خلیفہ ہیں تو مختص ہوگئے کہ نام تو اس میں نہیں، جو گھروں سے نکالے گئے، اللہ کی مراد یہی ہے کہ یہ چاروں مہاجرین میں سے ہیں، چاروں مکے سے نکلے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کے متعلق وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو بالترتیب خلیفہ بناؤں گا اور پھر اسی ترتیب سے ماننا پڑے گا۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی کہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ نہیں ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں؟ تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ اس لیے نہیں کہ خلیفہ تو وہ ہوتا ہے کہ جس کے ہاتھ میں حکومت ہو، جس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے تو اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس حکومت تھی یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس؟ صدیق اکبرؓ کے پاس، جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، اس وقت خلافت حضرت عمرؓ کے پاس تھی، جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اس وقت حکومت حضرت عثمان ذوالنورین کی تھی، بھئی! خلیفہ وہ ہے ناں کہ جس کے پاس طاقت، حکومت ہو۔ تو قرآن کی آیت سے ثابت ہوا کہ اسی ترتیب سے اللہ کی مراد تھی، جس ترتیب سے وعدہ تھا اسی ترتیب سے خلفاء بنے۔ چوتھے درجے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ برحق خلیقہ ہیں، گویا ان چاروں خلفاء کی خلافت کی دلیلیں ایک ہی ہیں، جو آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برحق خلیفہ ہونے کی دلیل ہے، وہی آیت حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے چوتھے درجے میں برحق خلیفہ ہونے کی دلیل ہے۔ یہ قرآنِ مجید کا اعجاز ہے جس طرح ہمیں اللہ کی توحید پر یقین ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین ہے اسی طرح ان چار خلفاء کی موعودہ خلافت راشدہ پر یقین ہے، اس کے بغیر چارہ ہی کوئی نہیں۔

خداوندی پیشگوئی

اب دوسری بات، بھئی! خلیفہ تو بن گئے، اب انہوں نے کرنا کیا ہے؟ یہ اس آیت میں ہے، اب سمجھو! **الذین ان مکنھم فی الارض**۔ یہ جو گھروں سے نکالے گئے، مہاجرین ابھی خلیفہ بنے نہیں، ابھی تو لٹے پٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو مہاجرین ہیں ان کو اگر میں اس زمین پر طاقت دوں، حکومت اقتدار میں دوں، کس نے فرمایا؟ اللہ نے فرمایا ناں، ابھی دی نہیں۔ اس کو پیشگوئی کہتے ہیں۔ ابھی خلیفہ بنے نہیں، ابھی خلافت دی نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر میں دوں تو پھر انہوں نے یہ چار کام خود کرنے ہیں۔ ضرور کریں گے۔ **اقاموا الصلوٰۃ**، نماز قائم کریں گے۔ ''**واتوا الزکوٰۃ**'' زکوٰۃ قائم کریں گے، یعنی قانوناً نماز کا نظام، زکوٰۃ کا نظام یہ خلفاء کریں گے۔ نماز بدنی عبادت، زکوٰۃ مالی عبادت، یہ دو عبادتیں صحیح ہوں تو سارا نظامِ اسلام صحیح ہوگا۔ یہ تو مثال تھی ناں، نماز زکوٰۃ تو مثال تھی۔ ''**وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر**'' اللہ فرماتے ہیں کہ اگر میں ان کو حکومت دوں گا تو یہ ہر نیکی کا حکم کریں گے، ہر برائی سے روکیں گے۔ کس نے فرمایا؟ اللہ نے فرمایا۔

○......اب ہم کہتے ہیں کہ جب یہ خلیفے بنے ہیں اور اللہ نے فرمایا کہ یہ کریں گے تو انہوں نے یہ چار کام کیے ہیں۔ کہ نہیں کیے؟ اگر نہیں کیے تو اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی، نعوذ باللہ غلط؟ اگر اللہ کے وعدے کے مطابق کیے ہیں تو قرآن صحیح، عجیب انداز ہے اللہ سنّی کو اور دوسروں کو بھی سمجھنے کی توفیق دے، عجیب شان ہے۔ اگر یہ فرماتے ناں کہ میں حکم دوں گا نماز پڑھیں گے تو شک تھا پڑھی ہے یا نہیں، اللہ نے فرمایا ضرور کریں گے، ضرور کریں گے، ضرور کریں گے، اُن کے اختیار کی بات ہی نہیں کہ نہ کریں۔ عجیب شان ہے، ان چار خلفاء کی عجیب شان ہے کہ جو ان کی خلافت کے چار فرائض ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ انہوں نے ضرور کرنے ہیں، کیونکہ اللہ نے کرانے ہیں۔ اب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی، ہم کہہ ہی نہیں سکتے کہ انہوں نے خلافت کے خلاف کام کیا؟ حضرت فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، ہم قرآن کی روشنی میں کہہ ہی نہیں سکتے کہ انہوں نے خلافت کا نظام ٹھیک نہیں چلایا؟ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، ہم اللہ کی پیشگوئی کے تحت کہہ ہی نہیں سکتے کہ انہوں نے نظام میں غلطی کی؟ شیرِ خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو بھی کہہ ہی نہیں سکتے، اگر سُنّی علماء سمجھتے سمجھاتے تو آج یہ فتنے نہ پیدا ہوتے۔

عجیب تعجب انگیز عقیدت

ایک تو وہ ہیں کہ جو سرے سے تین خلفائے راشدین کی نفی کرتے ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت دے۔ وہ جدا ہیں، اب میں اُن کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو ان چار خلفاء کو خلفائے راشدین بھی کہہ لکھ دیتے ہیں، آپ حیران ہوں گے کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے، بلکہ لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت، خلافتِ مرشدہ تھی۔ یہ سب لکھنے کے باوجود لکھتے ہیں کہ ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی پالیسی فتنہ انگیز ثابت ہوئی۔'' (خلافت وملوکیت ص ۱۱۵) یہ عجیب وغریب بات ہے ناں کہ ایک آدمی خلیفہ راشد مانے، خلافتِ مرشدہ مانے آیات بھی پیش کرے، لیکن جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تبصرہ کرے تو کہے کہ یہ بات جو اُن کی خلافت کی پالیسی تھی وہ خطرناک اور فتنہ انگیز ثابت ہوئی، ہو خلیفۂ راشد، اللہ کے وعدے کے مطابق، اللہ فرمائے ہر نیکی کا حکم دیں گے اور ہر برائی سے روکیں گے۔ اور یہ کہے کہ ٹھیک تھے لیکن ایک ایسی پالیسی اختیار کی جو فتنہ انگیز ثابت ہوئی تو اس نے قرآن کی نشانی کو مانا؟ اور ان کو برحق صحیح خلیفہ مانا؟ اللہ فرماتے ہیں ہر نیکی کا حکم کریں گے ہر برائی سے روکیں گے، تو فتنہ انگیز برائی نہیں ہوتی؟ آپ کہیں گے کون لکھنے والا ہے۔ اب نام لینا پڑے گا۔ ابوالاعلیٰ مودودی ہے اور تعجب یہ ہے کہ اُن کی جماعت کے لوگ عقیدت مند، ترجمہ بھی جانتے ہیں، تشریح بھی جانتے ہیں، اس کے باوجود کہتے ہیں جی کہ مودودی صاحب نے ٹھیک لکھا ہے؟ یعنی خلیفۂ راشدہ، موعود تو سنگین غلطی کرسکتا ہے لیکن مودودی صاحب غلطی نہیں کرسکتے؟ اللہ جس کو خلیفہ بنائے وہ تو فتنہ انگیز پالیسی اختیار کرسکتا ہے، صدیوں بعد ایک مودودی صاحب پیدا ہوئے لیکن یہ غلطی نہیں کرسکتے؟ یہ ہمیں کہتے ہیں کہ تم سختی کرتے ہو، سختی نہیں کرتے ہم تو خلفائے راشدین کی خلافت کی حفاظت کرتے ہیں، ہم اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں کیا اُن کو ماننا دنیا کی بات ہے؟ بھئی یہ تو

ایمان کی بات ہے۔ ہم تو قرآنِ مجید میں جن کے حق میں اللہ کا وعدہ ہے سچا اور سچے خلفائے راشدین موعودہ ہیں، ہم تو اُن کی خلافتِ راشدہ کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنا ایمان اور دوسروں کا ایمان بچاتے ہیں، اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ مودودی صاحب کی بات کو صحیح سمجھ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کو فتنہ انگیز مان لو، یا قرآن کو سمجھ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گویا ان سب سے مبرّا کردو؟ ایک مضمون میں نے شروع کیا تھا ماہنامہ حق چار یارؓ میں، وہ کیا تھا؟ ''جماعت اسلامی ایک فتنہ انگیز تحریک ہے'' یہ میں نے عمدًا نام رکھا، ایک قسط لکھی ہے پھر نہیں لکھ سکا۔ اب میں نے جو لکھا ہے نا کہ جماعت اسلامی ایک فتنہ انگیز تحریک ہے تو یہ لوگ جو ہیں بڑے مشتعل ہوں گے کہ دیکھو جی، چلو تم نہ مانو لیکن کتنا کام کر رہے ہیں؟

○……شیخ العرب والعجم مدنی رحمہ اللہ نے چودہ سال مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر سے روحانی فیض پا کے، عربوں کو قرآن و حدیث کا درس دیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پایا۔ معمولی بات نہیں، حضرت کو اللہ نے مودودی فتنے کی بصیرت عطا فرمائی، تو حضرت نے ایک کتاب لکھی، ''مودودی دستور و عقائد کی حقیقت'' اس میں دو مسئلوں پر تبصرہ فرمایا، ایک عصمتِ انبیاء دوسرا صحابہ کا معیارِ حق ہونا۔ کئی علماء نے صحابہ کا معیارِ حق ہونا حضرت کی اس کتاب سے سمجھا، بھئی! سارے یار برحق بحیثیتِ صحابی۔ سارے جنتی ہیں، جس کو صحابی مان لو اس کو جنتی مان لو، آج کسی کو پتہ نہیں انجام کیا ہوگا، اولیاء بھی ہیں غوث وقطب بھی ہیں؟ سب کچھ ہیں؟ اگر اللہ کی سند، جنتی ہونے کی اور اللہ کے راضی ہونے کی کسی کے لیے ہے تو وہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ہے، زندگی میں، انسان تھے، معصوم نہیں تھے، تو حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معیارِ حق ہونے کے لیے نہ نبی ہونے کی ضرورت اور نہ معصوم ہونے کی، ہر وہ شخص معیارِ حق ہے جس کے بارے میں اللہ فرمادیں کہ میں راضی ہوں اور یہ جنتی ہے۔'' جس سے اللہ فرمادیں کہ میں راضی ہوں، یہ جنتی ہیں تو وہ معیارِ حق بن گئے، تنقید سے بالاتر بن گئے اور یہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ تو یہ عقیدے بنیادی ہیں، قرآن کی آیات کا تقاضا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فارسی میں خلافت کے عقیدے پر چار جلدوں میں ''ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفا'' لکھی، بڑی محنت فرمائی ہے، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی ایک کتاب ہے ''ہدیۃ الشیعہ'' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر مخالفین نے اعتراض کیے تو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی موعودہ خلافت دلائل سے ثابت کی، اور

یہ آیت استخلاف پیش کی اور فرماتے ہیں کہ یہ جو صفتیں اور نشانیاں، تمکین دین ازالۂ خوف وغیرہ ہیں یہ صرف چار یار کے لیے ہیں، ''یہ سب کی سب صرف چار یار کے لیے ہیں۔'' تو چار یارؓ کی اصطلاح ہم نے نہیں نکالی یہ تو پہلے کی ہے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض کہتے ہیں کہ حق سب یار کیوں نہیں کہتے؟ حضور ﷺ کے سارے یار بحیثیت صحابی برحق ہیں جنتی ہیں، لیکن سارے تو خلیفہ نہیں ہوئے، آپ کہیں گے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں پانچ ہوگئے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں چھ ہوگئے؟ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نو سال خلیفہ رہے سات ہوگئے؟ تو اب چار یارؓ کیوں کہتے ہو سات یار کہا کرو؟ بعض کہتے ہیں، تو آپ کیا کہیں گے؟ بھئی! وہ خلیفہ ہیں اور حیثیت سے، یہ چار وہ خلیفہ ہیں کہ اللہ نے ان کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے، اور وہ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تو مدینہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ہجرت کیسے کرتے؟ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی مدینہ شریف میں پیدا ہوئے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مہاجرین میں نہیں، فتح مکہ کے بعد تشریف لائے، ''**لاھجرۃ بعدالفتح**'' فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں۔ برحق ہیں۔ اللہ نے جن کے بارے وعدہ فرمایا وہ صرف مہاجرین ہیں، وہ صرف چار ہیں، ہم نے اپنے ماہنامے کا نام بھی ''حق چار یارؓ'' رکھا ہے تاکہ یہ نورانی عنوان پھیلتا رہے۔

○...... جماعتی حیثیت سے کام کرو اور اخلاص سے کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خاص صفت کیا تھی؟ ''**یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا**'' کہ وہ جہاد بھی کرتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں، سب کچھ ہے، قربانیاں بھی دیتے ہیں، مقصد اللہ نے فرمایا صحابہ جو کچھ کرتے ہیں میں ان کے سینے کی باتیں جانتا ہوں، یہ مجھ سے میرا فضل چاہتے ہیں، میری رضا چاہتے ہیں یعنی مجھے راضی کرنا چاہتے ہیں اگر یہ مجھے راضی کرنا چاہتے ہیں تو میرا قرآن میں اعلان ہے کہ ''وہ مجھ سے راضی ہیں تو میں ان سے راضی ہوں۔'' کیونکہ نفسانیت ہمارے ساتھ ہے۔ اس لیے جو کام کرو دل میں ٹٹولو کہ کس لیے کر رہا ہوں، اپنے وقار کے لیے؟ صرف اللہ کی رضا کے لیے کرو، یہ معمولی بات نہیں۔

اللہ سمجھ دے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

چراغِ ہدایت

ارشادات و کمالات

ماخوذ از مکتوبات	عنوان و ترتیب
شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ	حضرت مولانا رشید الدین حمیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بول و براز کے وقت سر کا کھلا رہنا

کھانے پینے کے وقت سر کا کھلا رہنا درست ہے۔ مگر بول و براز کے وقت ننگے سر رہنا مکروہ ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۸۷)

قرآن کے محفوظ رکھنے کے لیے کثرت مزاولت ضروری ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اونٹ اپنی رسیوں سے جس میں وہ پابزنجیر ہے اس قدر چھوٹنے اور بھاگنے کے لیے کوشاں نہیں رہتا جس قدر کہ قرآن لوگوں کے سینوں میں سے چھوٹنے کے لیے کوشاں رہتا ہے اس لیے اس کو کثرت تلاوت اور شدت تحفظ سے روکو۔ (اوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس لیے اس کی تلاوت میں جس قدر بھی زیادتی ممکن ہو سکے، عمل میں لاتے رہیں۔ ہر ہر حرف پر ثواب قلب اور روح کی صفائی، جسم اور نفس میں نورانیت، مکان کی خباثت سے حفاظت، آخرت میں قرآن کی شفاعت اور اللہ کی خوشنودی ہر حال میں جاری رہے گی۔ حفاظ کا قول ہے کہ اگر لگاتار سو سو دفعہ ایک ایک آیت یا سورت متواتر پڑھی جائے تو محفوظ ہو جاتی ہے۔ اسی طریقہ سے رمضان شریف میں دن اور رات میں جس قدر قرآن کے ساتھ شغل ہو سکے، بہت ہی زیادہ کارآمد ہے۔ اسی طریقہ سے جس قدر ممکن ہے رات کو مشاغل قرآنیہ اور ذکر سے زندہ کیجیے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۸۸)

حصول شفاء کے لیے یا سلام کا ختم

میں سلیمان نانا صاحب کے لیے شفاء کی دعاء کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور کرم سے شفاء کلی عطا فرمائے۔ آمین۔ ان کو بعد سلام مسنون لکھ دیجیے کہ یا سلام کا ختم سوا لاکھ مرتبہ کرا دیں۔ امید

ہے کہ اس کی برکت سے شفاء حاصل ہو جائے گی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۹۴)

شجرہ کے پڑھنے میں میرا نام

شجرہ کے پڑھنے میں دعا کرتے وقت اپنے نام کے ساتھ میرا نام لیا کیجیے۔ یعنی اے پروردگار مجھ کو اور فلاں شخص کو اپنی معرفت اور رضوان کامل سے ان بزگوں کے طفیل مشرف فرما، خلفاء اربعہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسامی کا زیادہ کرنا مناسب اور بہتر ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۹۵)

حضرت مولانا اسعد مدنی کی جلد شادی کے لیے جیل سے تاکید

میں چاہتا ہوں کہ عزیزانم اسعد اور فرید کی شادیاں جلد ہو جائیں۔ تاریخ قاری اصغر علی صاحب مقرر فرمائیں گے۔ نہایت سادگی سے انجام دی جائیں اگر مجھ کو مجبوریاں پیش نہ آتیں تو ابتک میں کر چکا ہوتا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۹۷)

معاملات میں صفائی

عزیزہ حسانہ سلمہا (صاحبزادی) کے علاج وغیرہ کے سلسلے میں چند امور میں آپ سے بلا تکلف اور بلا پس و پیش کے صفائی کا خواستگار ہوں۔

① جو بھی مصارف ہوں خواہ معالجہ سے متعلق ہوں یا خورد ونوش یا قیام یا نقل و حرکت سے متعلق ہوں اس کی اطلاع دی جائے۔

② مستحکم اور قابل اعتماد معالجہ کی کوشش کی جائے۔ مصارف کا لحاظ نہ کیا جائے۔

③ جلد قابل اطمینان معالجہ حاصل کر کے عزیزہ حسانہ کو دیوبند واپس کر دیا جائے اس کی ماں دوری کی وجہ سے زیادہ پریشان ہوتی ہے۔

④ انار شریں اگر بڑے نہ ہوں تو ایک درجن اور اگر بڑے ہوں تو دو درجن اور مسمی ایک درجن کسی آنے والے کے ذریعہ بہت جلد بھیج دیجیے۔

⑤ مولانا حکیم عبدالجلیل صاحب نگینوی اور ان کے بھائی حکیم محمد اسماعیل کی خدمت میں سلام پہنچا دیجیے۔ قیمت نہ لے کر آئندہ طلب کرنے کی جرأت ان حضرات نے سلب کر لی۔ کیا آپ بھی یہی چاہتے ہیں۔ فروٹ کے لیے مبلغ دس روپے مولانا محمد میاں صاحب کو دیدئے گئے ہیں جو

احسانات آپ حضرات نے اب تک کیے ہیں وہی بہت زیادہ ہیں۔ آئندہ بوجھ زیادہ کرنے کا خیال نہ آنا چاہیے اور نہ دوسروں پر بار ڈالنا چاہیے، جن صاحب نے پچاس روپے عنایت فرمائے ہیں، کم از کم ان کا نام کو بتا ہی دیجیے۔ تاکہ شکر گزاری سے تو محرومی نہ رہے۔ میری آمدنی تو اتنی زیادہ ہے کہ ہمعصروں میں سے کسی کی بھی نہیں۔ پھر مجھ کو کس طرح درست ہے کہ احباب کے کندھوں پر بوجھ بنوں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۱۰۵)

اگر رضائے شہنشاہی حاصل ہو تو بُعد مسافت کوئی چیز نہیں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درجہ پر کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا۔ ان کی تعریف میں فرمایا جاتا ہے یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا، معیت اور دوام حضور بڑی چیزیں اور انعام عظیم ہیں مگر مقصود اصلی رضائے خداوندی ہے۔ اگر شہنشاہ کی دربارداری اور حاضر باشی حاصل ہو جائے اور معاذ اللہ رضائے شاہی نصیب نہ ہو تو خسارہ ہی خسارہ ہے اور اگر رضائے شاہی حاصل ہو تو دوری مسافت اور غیر حاضری دربار بھی کوئی چیز نہیں۔ بسا اوقات مجرمین بھی دربار میں حاضر ہوتے ہیں مگر ان کی یہ حاضری خوش نصیبی نہیں سمجھی جاتی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۱۱۱)

جیل سے رہائی کے لیے ظاہری کوشش میں حرج نہیں

جیل سے رہائی کے لیے ظاہری کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر توکل اور اعتماد اللہ ہی پر ہونا چاہیے۔ کامیابی ہو تو فبہا، ورنہ کبیدہ خاطر نہ ہونا چاہیے۔ رضائے دوست جس میں ہو وہی عبد کا مقصد ہے۔ اس میں خوش رہنا چاہیے۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۱۱۲)

عدل کرے تو لتیاں فضل کرے تو چھٹیاں

میرے پاس آنا اور رہنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ میں اسلاف کرام کا بدنام کرنے والا اور نفس اور خواہشات کا بندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ تو نجات کی امید کرسکتا ہوں۔ عدل کرے تو لتیاں، فضل کرے تو چھٹیاں۔ بزرگان پنجاب کا صحیح مقولہ ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۱۱۳)

تبلیغ اور نصائح میں مشغول رہنا بہت بڑی کامیابی ہے

اس راہ میں مشکلات اور تکالیف کا پیش آنا ناگزیر ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو جب یہ حوادث پیش آتے رہے تو ہم کو اور آپ کو کب اس سے چھٹکارا ہوسکتا ہے۔ صبر جمیل پر سہارا کرنا اور الطاف ربانیہ کا امیدوار رہنا ازبس ضروری ہے۔ جب کہ فرعون جیسے مدعی الوہیت کے سامنے **قُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا** اور بدبختیان عرب کے مقابل **اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ** کا ارشاد ہے تو ہم ناکاروں کو ابنائے زماں کے مقابل بدرجہ اتم اس پر چلنا ضروری ہوگا۔ غمگین اور مایوس نہ ہوئیے۔

سرزنشھا　گر　کند خار　مغیلاں　غم　مخور

(مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۱۱۴)

صحابہ کرامؓ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظر میں

خدا کی قسم میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آج کوئی بھی ان کے مشابہ نہیں ہے وہ خالی ہاتھ پراگندہ بال غبار آلود چہرے سے صبح کرتے تھے اور ان کی راتیں قیام اور سجدوں میں گزرتیں تھیں وہ کبھی اپنی پیشانیاں زمین پر رکھتے تو کبھی اپنے رخسار۔ یہ حضرات آخرت کو یاد کرتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ انگاروں پر کھڑے ہوں ان کی پیشانیوں پر لمبے سجدوں کے باعث اتنا بڑا نشان تھا جتنا مینڈھے کے گھٹنوں پر ہوتا ہے جب اللہ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوجاتی تھیں اور عذاب کے ڈر سے ایسے لرز جاتے تھے جیسے تیز آندھی میں درخت کی حالت ہوتی ہے (نہج البلاغہ ج ۱، ص ۷۱) ان کے لیے اللہ نے بہت عالیشان رہائش گاہیں تیار کی ہیں اللہ تعالیٰ کو ان کا مقام و مرتبہ خوب معلوم تھا ان کی نیکیوں اور قربانیوں کو اس نے شرف قبولیت سے نوازا اور ان کے مقام کی تعریف فرمائی ہے (نہج البلاغۃ ج ۲، ص ۲۳۷)

ابطالِ باطل قسط ۵۷

ماہ نامہ ''افکارِ العارف'' لاہور کے جواب میں

تلبیسات کے اندھیروں میں حقیقت کے چراغ

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا علمِ کلام پر ایک مشہور رسالہ ''الفقہ الاکبر'' کے نام سے ہے۔ جس پر علماء امت نے اپنے اپنے ادوارِ حیات میں مختلف پہلوؤں سے علمی کام سرانجام دیا ہے، اس کے مختلف زبانوں میں تراجم ہوئے، شروحات لکھی گئیں اور بعض متکلمین نے اس کے متن پر علم افروز حواشیے لکھے۔ بحرالعلوم علامہ مولانا عبدالعلی لکھنوی فرنگی محلی نے بھی فارسی زبان میں اس کی شرح لکھی تھی اور مولانا برکت اللہ فرنگی محلی کی تصحیح کے ساتھ مولانا عبدالباری مرحوم کی اجازت سے نواب عبدالواجد خان، رئیس بڈھانسی ضلع بلند شہر نے ۱۳۳۲ھ میں مطبع فخر المطابع لکھنؤ سے شائع فرمایا۔ پاکستان میں اس کی عکسی اشاعت ۱۴۲۵ھ میں الرحیم اکیڈمی کراچی سے ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر کی سعی سے ممکن ہوئی اور ڈاکٹر صاحب موصوف نے مولانا عبدالحلیم چشتی کے کتب خانہ سے اس کا اصل نسخہ حاصل کیا تھا۔ اس کے کل ۹۴ صفحات ہیں۔ اس کے صفحہ نمبر ۵۴ پر ''مستحل ذنب'' پر فتویٰ کفر کی بحث کی روشنی میں علامہ بحرالعلوم جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں، اس کا جناب جوادی صاحب کی دفاعی تدبیر اور ہمارے موقف میں کوئی مطابقت نہیں ہے۔ مثلاً

''وازین جہت کہ مستحل ذنب کافر است، بعضے متاخرین بکفر امامیہ میکنند چہ آنہا سب شیخین را حلال می دانند، و نیز خلافت حضرت صدیق باجماع ثابت است، وآنہا منکر خلافت اند، وشیخ ابن ہمام گفتہ در شرح ہدایہ درباب امامت کہ امام ابوحنیفہؒ و امام شافعیؒ نماز پس آنہا باطل می دانند و اگر کافر نبودی نزدآں امامین نماز باطل نہ بودی، چہ نماز پس مبتدع صحیح است۔ لیکن مکروہ! وصاحب بحرالرائق گفتہ کہ روایت از قدما مروی نشدہ و مسائل اسم برآں روایت فرمودہ نخواہد آمد۔ وایں فقیر گوید کہ ظاہر صاحب بحرالرائق است چہ روافض امامیہ سب را حلال نمی دانند با قیام دلیل واوشان دلیل را قائم نمی دانند بلکہ مؤوّل اجماع را مسلم نمی دانند و ماؤّل کافر نمی شود۔ چنانچہ بالا گذشتہ است و امامین بی حنیفہؒ و شافعیؒ تکفیر احدی از اہل قبلہ نمی کنند واوشان تکفیر کسے نمی کنند مگر آنکہ دلیل قطعی پایند چوں ابلیس و ابوجہل وابولہب و

ابو طالب وجواب شیخ ابن ہمام انشاء اللہ تعالیٰ می آید واز امام مالک دو روایت است یکے آنکہ کافر اند دیگر آنکہ مبتدع، اما روافض زیدیہ پس مسلم اند بالاتفاق لیکن مبتدع چہ اوشان سب احدی تجویز نمیکنند ولیکن حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ را افضل میدانند از باقی صحابہ۔"

ترجمہ: "گناہ کو حلال جاننے والے کے حوالہ سے متاخرین نے امامیہ پر فتویٰ کفر دیا ہے۔ کیونکہ امامی روافض حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینا حلال خیال کرتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بالاجماع ثابت ہے۔ جب کہ امامیہ (اس اجماع و اثبات خلافت) کے منکر ہیں۔ علامہ ابن ہمامؒ نے ہدایہ کی شرح کے باب امامت میں فرمایا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ نے ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے کو باطل کہا ہے، اگر وہ مسلمان ہوتے تو مذکورہ امامین بھلا ان کی اقتداء میں نماز کو باطل کیوں فرماتے؟ اس لیے کہ بدعتی کے پیچھے نماز کراہت کے ساتھ جائز ہوتی ہے (نہ کہ باطل) اور فقیر کہتا ہے کہ صاحب بحر الرائق نے کہا کہ روافض امامیہ سبّ کو بلا دلیل جائز نہیں سمجھتے، بلکہ وہ تاویل کرتے ہیں (لہٰذا اس تاویل کی بنا پر) وہ کافر قرار نہیں پاتے۔ علاوہ ازیں امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اہلِ قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔ سوائے اس صورت میں کہ کسی کا کافر ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسا کہ ابلیس، ابوجہل، ابولہب و ابوطالب! اور شیخ ابن ہمامؒ کا جواب ان شاء اللہ آئندہ بحث میں آئے گا اور حضرت امام مالکؒ سے دو روایتیں ثابت ہیں، ایک یہ کہ وہ تکفیر کرتے ہیں اور دوسری یہ کہ وہ بدعتی قرار دیتے ہیں، پس روافض زیدیہ باوجود بدعتی ہونے کے بالاتفاق مسلمان نہیں، کیونکہ وہ کسی کے حق میں سبّ یعنی گالی کو حلال نہیں جانتے، البتہ وہ امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل مانتے ہیں۔"

ارباب بصیرت! مندرجہ بالا عبارت کا جوادی صاحب اپنے اسلوب میں ترجمہ لکھنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں:

"متاخرین میں سے بعض مثلاً ابن ہمامؒ نے شیعہ کے پیچھے نماز کے ناجائز ہونے کے فتوے کی بناء پر غلط فہمی سے یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ شاید امام ابوحنیفہؒ وغیرہ نے شیعہ پر کفر وغیرہ کا حکم لگایا ہے۔ یہ ان بعض متاخرین کی غلط فہمی تھی، جس سے آئندہ والے بھی قلت فہم وتدبر کی بناء پر متاثر ہوتے رہے۔ علامہ عبد العلی فرنگی محلی نے اس غلط فہمی کا خوش اسلوبی کے ساتھ ازالہ کر دیا ہے، نیز بحر الرائق کے مصنف ابن نجیم مصری نے بھی اس سے پہلے وضاحت کر دی تھی کہ یہ موقف اہل سنت کا نہیں ہے بلکہ بعض متاخرین نے غلط فہمی سے اسے اختیار کیا ہے، جو اسلامی اصولوں اور عقائد کے صریحاً خلاف ہے۔" (ماہ نامہ "افکار العارف"، صفحہ نمبر ۴۹ بابت ستمبر ۲۱۰۴ء)

قلتِ فہم و تدبّر کا شکار کون ہے؟

جہاں تک کسی مسئلے میں تحقیق و تسدید کا تعلق ہے تو اس میں اہل علم کی گذارشات، نگارشات یا تحقیقات میں تسامح یا عدم معلومات کا ہونا کوئی امر بعید نہیں ہے لیکن جوادی صاحب موصوف نے اپنے حریفوں کو جو فہم و تدبر کی قلت کا شکار قرار دیا تو یہ بذاتِ خود ان کی بدفہمی اور قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ موصوف کی قلت تدبر پر اگرچہ مزید ہمیں کچھ شواہد پیش کرنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ کم و بیش پانچ سالوں سے جاری ہمارے ساتھ اس تحریری مباحثہ میں سنی و شیعہ اہل علم بخوبی ان کی عقل کی پیائش کر چکے ہیں لیکن پھر بھی اپنے قارئین کی معلومات کے لیے چند ایک مزید باتیں حوالہ قرطاس کر دیتے ہیں تا کہ موصوف کو اپنی نخوت اور بے جا تکبر و تعلی سے کسی قدر تو شرم محسوس ہو۔ علامہ بحرالعلوم کی عبارت کس بحث کے ضمن میں ہے؟ اُن کا استدلال اور زاویہ تحقیق کیا ہے؟ نیز متقدمین و متاخرین کے اقوال میں تطبیق یا بعض اقوال میں بظاہر تھدید کا علمی حل کیا ہے؟ علاوہ ازیں علامہ بحرالعلوم کی اس فارسی شرح (فقہ اکبر) کی مذکورہ عبارت کا حاصل مقصد کیا ہے؟ اس پر کچھ سطور پیش کرنے سے قبل جناب جوادی صاحب کے ''فہم و تدبر'' کی مثال ملاحظہ فرمائیں۔

① کسی شخص کے کمال اور فہم کو پرکھنے کا سب سے پہلا ترازو قرآن مجید کی تلاوت ہے۔ ہمیں افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ جوادی صاحب قرآن مجید کی ایک آیت تو درکنار ایک حرف کو بھی صحتِ لفظی کے ساتھ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ چنانچہ یوٹیوب پر مورخہ ۲۹ صفر ۲۰۱۴ء کو بمقام رتو کالا ضلع سرگودھا میں ہونے والی ان کی ایک تقریر ساعت کر لیجیے۔ جس میں موصوف ''رَبِّ اَرِنی'' کو بار بار ''رَبے آرے نی'' پڑھ رہے ہیں اور پھر بہ تکرار اس کو پڑھتے رہے۔ مزید یہ کہ ''فخذ اربعةً من الطیر'' کو ''خُذ اربعة طائرا'' پڑھتے دکھائی دیتے ہیں۔ ''فصُرْهُنَّ الیك'' کا ترجمہ ''ٹکڑے ٹکڑے کر دو'' کرتے ہیں، جب کہ اس کا ترجمہ ''پس ان (پرندوں کو) اپنی طرف مانوس کر لے'' ہے۔ یہ ہے امامی ترجمان کی تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ و تفسیر کرتے ہوئے ''فہم و تدبر'' کا ایک نمونہ۔

② اسی تقریر کے اندر موصوف ملا جامیؒ کی کتاب ''شواہد النبوۃ'' کو اپنے ہاتھ میں لے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک کرامت پیش کرتے ہیں اور کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے اس

ترجمہ کو پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کا ترجمہ قرار دیتے ہیں۔ جب کہ اس کتاب کے مترجم بشیر حسین ناظم ایم۔اے ہیں، پیرزادہ صاحب (مرحوم) ناشر ہیں، باوجودیکہ ناشر اور مترجم کے نام ٹائٹل پر جلی حروف میں لکھے ہوئے ہیں، تمیز نہ کرسکنا بھی ان کے ''فہم وتدبر'' کا واضح نمونہ ہے۔ خدانخواستہ ہمارا مقصد تحریص یا تذلیل کرنا نہیں، بلکہ یہ بتانا ہے کہ جو شخص ایک عامیانہ لہجہ میں بھی قرآن مجید کی تلاوت پہ قادر نہیں، ترجمہ وتفسیر کرنے میں کُھلی جاہلیت کا مرتکب ہوتا ہے اور ایک اردو مترجم کتاب کا تعارف کروانے سے قاصر ہو وہ بھلا امام اعظم علی الاطلاق امام ابوحنیفہؒ کے علمِ کلام پر مشتمل رسالہ، اس کی فارسی شرح اور علامہ بحرالعلوم جیسی شخصیت کے طرزِ استدلال کو سمجھنے کی صلاحیت کیسے حاصل کرسکتا ہے؟ ایسے ''نابغہ'' جامعۃ الکوثر اسلام آباد میں مدرس اور صدر المحققین کے لقب سے ملقب ہو کر واقعی فہم وتدبر کے ایسے کرشمے دکھا سکتے ہیں۔

قارئین کرام! شرح فارسی فقہ اکبر کی اس عبارت میں صرف اور صرف اس مسئلہ پر بحث کی گئی ہے کہ گناہوں کو کرنے والا اور حلال سمجھنے والا شرعاً کیا حیثیت رکھتا ہے؟ امام اعظمؒ کا قول ہے۔

''وما نکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کانت کبیرۃ اذالم یستحلھا۔''

''یعنی ہم گناہوں میں کسی گناہ کے سبب مسلمان کو کافر نہیں سمجھتے اگرچہ وہ گناہ کبائر گناہوں میں سے ہی کیوں نہ ہو، تاوقتیکہ گناہ کرنے والا اس گناہ کو حلال سمجھ کر کرے۔''

علامہ بحرالعلوم مذکورہ قولِ امام کی فارسی شرح یوں کرتے ہیں:

''نمی دانیم ما کافر مسلم بسبب گناہے از گناہاں، اگرچہ باشند آں گناہ کبیرہ سابق گذشتہ وقتیکہ نہ حلال داند آں ذنب را، پس باطل شد قولِ شیعہ کہ میگویند از مقاتلہ با امیر المومنین علی و بہ آل اُو کافر گردد وقول خوارج کہ میگویند از ذنب کافر میگردند'' (شرح فارسی فقہ اکبر صفحہ نمبر ۵۲، ۵۳، عکسی از فخر المطابع لکھنؤ)

ترجمہ: ''ہم کسی بھی مسلمان کو اس کے گناہوں میں سے کسی گناہ کے سبب کافر نہیں کہتے، اگرچہ وہ گناہِ کبیرہ ہوں۔ جب تک کہ وہ گناہ کو حلال سمجھنے کا عقیدہ نہ اختیار کرلے، پس اس اصول کی رُو سے اہل تشیع کا یہ قول باطل ہوگیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یا ان کی اولاد سے لڑنے والا کافر ہے (کیونکہ حلال سمجھ کر یہ لڑائیاں نہیں ہوئی تھیں) اسی طرح خارجیوں کا قول بھی باطل ہوگیا جو کہتے ہیں کہ گناہ کرنے سے بندہ ایمان سے محروم ہوجاتا ہے۔''

ناظرین کرام! یہاں تو علامہ بحرالعلوم ''اعوذ باللہ'' ہی روافض وخوارج کی تردید سے کررہے

ہیں، حیرت ہے کہ ہمارے مخاطب موصوف کس برتے ان کی چھتری تلے رافضیت کو پناہ دینے کی غیر فطری کوشش کر رہے ہیں؟ اور پہلی عبارت جو پیش کی گئی ہے اس میں امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے حوالہ سے فتوی دیا گیا کہ مذکورہ امامین روافض کے پیچھے نماز جائز خیال نہیں کرتے۔ علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ یہ فتوی دیتے ہوئے ان دو بزرگوں کا روافض کو بدعتی کہنا تو یقیناً ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ بدعتی کی اقتداء میں نماز بالکراہت جائز ہے، لامحالہ انہوں نے تکفیر ہی کی ہے۔ اب علامہ بحرالعلوم اس پر اپنی رائے دے رہے ہیں کہ اگر فتویٰ تکفیر محض استحلال ذنب کی بناء پر ہے تو وہ اس لیے درست نہیں کہ امامیہ اپنے اس عملِ بد کی تاویل کرتے ہیں اور جس طرح ابلیس و ابوجہل یا ابولہب کا کفر عیاں ہے، ان کا منافقت اور تلبیسات کی آڑی ترچھی پناہ گاہیں ڈھونڈنا ہمیں ان پر واضح فتوی دینے سے متامل کرتا ہے، یعنی سوچ بچار پہ مجبور کرتا ہے۔ یاد رہے کہ یہاں سبب کفر فقط ایک ہی پر بحث ہو رہی ہے، یعنی گناہوں کو حلال سمجھنا، اور گناہ بھی فقط ایک ہی زیر بحث ہے یعنی روافض کا سبّ شیخین کرنا، سو اس کی وضاحت یہ ہے کہ روافض کا سبب ضلالت فقط ایک یہی نہیں ہے، بلکہ خود ساختہ عقیدۂ امامت، پھر امامت معصومہ کو ثابت کرنے کے لیے الٹی سیدھی قلابازیاں، عقیدۂ تحریفِ قرآن مجید، تکفیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہانت اہل بیت عظامؓ، حلت متعہ، عقیدہ رجعت اور دیگر کئی ایک وجوہات ہیں، کیا علامہ بحرالعلوم کی بحث میں یہ فقہ اکبر کی عبارت میں روافض کے مذکورہ عقائد بھی زیر بحث ہیں؟ جب نہیں ہیں تو فقط اس ایک مسئلہ پر ہونے والی متکلمین کی عبارات پر حاشیہ آرائی کرنا تحقیق نہیں، تلبیس و تدلیس ہے۔

ثانیاً: اگر علامہ بحرالعلوم کے ذاتی رجحان پر ہی آپ نے کوئی رائے قائم کرنی ہے تو وہ بھی آپ کے لیے ناممکن ہے۔ کیونکہ اسی فارسی شرح فقہ اکبر میں علامہ بحرالعلومؒ نے روافض کے عقائد کو کفر و ضلال قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ آیت تطہیر پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے ''اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کی یوں تعریف کرتے ہیں۔

''و آں ازواج اند باتفاق اہل سنت و جماعت و فاطمہؓ زہرا، و امام حسنؓ و امام حسینؓ و امیر المومنین علی و جعفر طیار در صحیح مذہب، چنانچہ حق تعالیٰ فرمود است انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیراً۔ ارادہ میکند اللہ تعالیٰ کہ بُرد از شما پایان نجاست گناہ را ای اہل بیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و طاہر گرداند شمایان را بطہارت کردن ہذا واللہ اعلم بالصواب۔ و امام در وصایا

فرمودہ است وہی ام المومنین و آں عائشہ ام مومنان است و یطہرہ من الزنا و پاک است از زنا چنانچہ حق تعالیٰ در سورۂ نور خبر داد است، بداں و بریئۃ مما قال الروافض بری است از انچہ میگویند روافض از کفر و ضلال!'' (ایضاً صفحہ ۵۲)

ترجمہ: ''اہل السنّت والجماعت کے اتفاق کے مطابق اہل بیت میں ازواج مطہرات، سیدہ حضرت فاطمہؓ، حسنین کریمینؓ، حضرات علیؓ و جعفر طیارؓ وغیرہم شامل ہیں۔ چنانچہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ اے اہل بیت رسول ﷺ تم سے اللہ گناہوں کی نجاست کو دور فرما کر پاک کرنا چاہتا ہے، اچھی طرح پاک کرنا، اور امام اعظمؒ نے اپنے وصایا شریف میں فرمایا ہے کہ اس تطہیر سے مراد مومنوں کی ماں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں، جنہیں رب العزت نے تہمت غلیظہ سے پاک کر دیا تھا اور اس کی خبر سورۂ نور میں دے دی اور روافض کے کفر و ضلالت پر مبنی قول سے بھی انہیں بری فرما دیا۔''

شبہ کفر اور حقیقی کفر!

جہاں تک علامہ بحر العلومؒ کی اپنی رائے کا تعلق ہے اور وہ عبارت جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ''جواب شیخ ابن ہمام ان شاء اللہ تعالیٰ می آید'' یعنی علامہ ابن ہمامؒ کی رائے کا جواب آ گے آ رہا ہے، وہ بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔ آپ لکھتے ہیں:

''والصلوٰۃ خلف کل بر وفا جر جائز۔ و نماز پس ہر نیک و بد جائز است، و مراد امام از فاجر آنکس است کہ مومن یقینی باشد، و معہذا فسق کردہ باشد، خواہ در اصول چوں زیدیہ و معتزلہ و خواہ در فروع چوں حجاج وغیرہ، پس شیعہ خارج شدند و نماز پسِ ایشاں جائز نیست چہ آنہا مومن یقینی نیستند جابر ابن عبداللہ کہ صحابی کامل است میفر مائید کہ شیعہ کافر اند، پس عدم جواز نماز پسِ شیعہ برائے شبہ کفر است نہ برائے کفر حقیقی، پس مندفع شد استدلال شیخ ابن ہمام ازیں مسئلہ بہ تکفیر شیعہ واللہ اعلم بالصواب۔

(شرح فقہ اکبر فارسی صفحہ نمبر ۵۶، عکسی اشاعت مطبع فخر المطابع لکھنؤ)

ترجمہ: ''نماز ہر نیک و بد کی اقتداء میں جائز ہے اور ''فاجر'' سے امام اعظمؒ کی مراد ایسا مومنِ یقینی ہے جو (عملاً) فسق کا مرتکب ہو جاتا ہے، خواہ اصول میں جیسے فرقہ زیدیہ، خواہ فروع میں جیسے حجاج وغیرہ! پس شیعہ اس بحث و اصول سے خارج ہیں، اُن کے پیچھے نماز بالکل جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ پختہ و یقینی مومن نہیں ہیں۔ جابر بن عبداللہ جو کہ کامل صحابی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ شیعہ بعید از اسلام ہیں۔ پس ان کے پیچھے نماز نہ ہونے کا فتویٰ ان کے شبہ کفر کی وجہ سے ہے نہ کہ حقیقی کفر کی وجہ سے۔ پس اس بحث سے شیخ ابن ہمامؒ کے فتویٰ تکفیر والا استدلال مندفع یعنی دور ہو گیا ہے۔''

اس عبارت میں جو باتیں محتاج شرح ہیں، وہ فی الحال محل بحث سے خارج ہیں۔ لیکن اتنا تو بہرحال ثابت ہو چکا کہ صدیوں پہلے سے علماء امت کے اندر جہابذۂ روزگار علماء کا ایک ایسا گروہ موجود تھا جو امامی فرقہ کے عقائد و نظریات کا بڑی گہرائی سے مشاہدہ مطالعہ کر رہا تھا اور باوجودیکہ ان کی کتب ناپید تھی، امامی علماء کا اثاثۂ مذہب تقیہ کے دبیز پردوں میں لپٹا پڑا تھا اور فقہاء اہل سنت کے جگر پگھلا دینے والے دینی وعلمی امور اپنے جوبن پر تھے، مگر وہ اس فرقہ کی سرکوبی سے غافل نہ تھے۔ باقی مسئلہ تکفیر میں علماء اہل سنت نے کبھی بھی عجلت سے کام نہیں لیا۔ جب تک کسی فرقہ کے کفریہ عقائد روز روشن کی طرح واضح نہ ہوتے یہ حضرات تاویل، تحقیق اور تصدیق کی وادیوں سے گزرتے رہے۔ اس لیے ایک کتاب، کتاب کی ایک عبارت اور ایک عبارت میں موجود ایک ہی زیر بحث مسئلہ (مستحل ذنب) کی آڑ میں تلبیسات پھیلا کر انہیں ''تحقیق کے چراغ'' قرار دینا اپنے منہ میاں مٹھو بننے کے مترادف ہے، اس کے علاوہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لہٰذا ہمارے حریف کا یہ لکھنا سراسر کذب ہے کہ

> ''ان تکفیری خدامیوں سے دریافت کیا جائے کہ وہ دیدہ و دانستہ امت اسلامیہ میں افتراق و تشتت اور اسے گمراہ کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہیں؟ غلامانہ ذہنیت میں مبتلا ہو کر عزت نفس کے احساسات سے ناآشنا ہو کر عبدالشکور صاحب لکھنوی کی اندھی تقلید میں اس حقیقت کو قبول کرنے سے انکار کر رہے ہیں، ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ یہ سب جاننے کے باوجود کہ انہوں نے (عبدالشکور صاحب) نے شدت جذبات سے مغلوب ہو کر مذہبی تعصب میں اہل حق کے خلاف تکفیر کا بیج بو کر امت اسلامیہ کو نقصان پہنچایا۔ الخ'' (''افکار العارف'' صفحہ نمبر ۴۹ ستمبر ۲۰۱۴ء)

افتراق و تشتت کا طعن، خود پہ ''اہل حق'' ہونے کا زعم، علامہ لکھنویؒ پہ اندھی تقلید کا الزام، اور اہل سنت کو ''مذہبی تعصب'' سے متہم کرنا اور وہ بھی امامی فرقہ کی جانب سے؟

اللہ اللہ! صیاد عطر مَل کے چلا ہے گلاب کا

حالانکہ یہ تمام ترخسیس اعمال امامی ذاکرین وعلماء کے ہیں، اس لیے معروف شیعہ راہنما اور سیاسی شخصیت جناب سید عباس حسین گردیزی (سابق ایم این اے) نے کہا تھا کہ

''ایسے ذاکر صاحبان بہت کم ہیں جو ذاکر کہلانے کے حق دار ہیں، ان میں بہت جاہل اور بے عمل اور

اصول خطابت سے نابلد ہیں، ہم سادہ لوح ہو چکے ہیں۔ یہ مرثیہ گوئی کی بجائے قصیدہ پڑھتے ہیں اور لوگوں سے داد لے کر خوش ہوتے ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہم اس بیدار زمانہ میں کسی پڑھے لکھے کو اپنی مجالس میں شرکت کی دعوت نہیں دے سکتے۔'' (مقالات عباس صفحہ نمبر ۱۴۹، مطبوعہ انجمن محبان عباس ملتان ۱۹۹۳ء)

نیز سید جواد نقوی صاحب لکھتے ہیں:

''پاکستان کے ایک شہر میں ایک بڑے مشہور خطیب تقریر کر رہے تھے۔ بہت سارے آپ جانتے ہیں ان کو، وہ ماشاء اللہ بڑی شعلہ بیانی اور نعروں والی مجلس پڑھتے ہیں۔ اس مجلس میں وہ کم بول رہے تھے اور مجمع زیادہ بول رہا تھا، نعرے پہ نعرہ لگ رہا تھا۔ ایک ادھر سے ایک آخر سے ایک وسط سے، وہ ایک گھنٹے کی مجلس کے اُس وقت تیس ہزار روپے لیتے تھے۔ ابھی ان کی فیس بڑھ گئی ہے، ساٹھ، ستر ہزار ہوگئی ہے۔ فرضی لطیفہ نہیں ہے، واقعہ حقیقت ہے۔ جب بانی مجلس نے دیکھا کہ ایک گھنٹہ انہوں نے مجلس پڑھنی ہے اور آخر میں تیس ہزار روپے لے کر چلے جانا ہے اور یہ بول ہی نہیں رہے ہیں، سارا مجمع بول رہا ہے۔ یہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہا کہ بھائی یہ صاحب جو تقریر کر رہے ہیں، یہ پانچ سو روپیہ فی منٹ کی سپیڈ سے پڑھ رہے ہیں۔ ان کا میٹر چل رہا ہے۔ جب تم نعرے لگاتے ہو تو ان کا میٹر چل رہا ہے، پیسے بن رہے ہیں جو مجھے دینے پڑیں گے۔ لہٰذا تم چپ کرو، ان کو بولنے دو۔'' (امامت کی سرزمین پر اجنبی سائے، صفحہ نمبر ۶۸، مطبوعہ پَیروانِ ولایت، پاکستان ۱۴۳۶ھ)

تحریف میں یہودیوں کے نقش قدم پر!

یہ سرخی ہماری وضع کردہ نہیں بلکہ سید ذوالفقار علی بخاری صاحب کی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ شیعہ علماء اپنی کتابوں میں یہودیوں کی طرح تحریف کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

''چودہ ستارے''[1] کے ایک نئے اڈیشن میں جو اہل بیت ٹرسٹ ریلوے روڈ لاہور سے چھپی ہے۔ جس میں سے صفحہ نمبر ۳۹ نکال ہی دیا گیا ہے۔ جس میں عیسیٰ بن زید کا واقعہ درج ہے۔ جب اور کچھ نہ ہو سکا تو کتابوں ہی میں تحریف شروع کر دی اور رسول ﷺ کی اس حدیث کو سچ ثابت کر دکھایا کہ تم بھی یہودیوں کے نقشِ قدم پر چلو گے۔ مومنین سے درخواست ہے کہ اپنے اندر گھسے ہوئے یہود کے نقشِ قدم پر چلنے والوں سے بچیں وہ بے نقاب ہو رہے ہیں۔ جب دلائل نہیں ملتے تو کتابوں پر ہی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیتے ہیں، فروع کافی جلد پنجم کا ترجمہ چھاپنا ہی بند کر دیا ہے کیونکہ یہ ''کتاب النکاح'' ہے اور اس میں سیدانیوں کا نکاح غیر سادات سے حرام ثابت ہوتا ہے۔ مومنین یہود مثل کی

---

[1] شیعہ عالم مولانا نجم الحسن صاحب کراروی پشاوری کی کتاب کا نام ہے۔ (سلفی)

چالوں سے بچیں اور ان کے دامِ تزویر و ہمرنگِ زمیں میں نہ آئیں یہ محض لبادۂ اسلام اوڑھے ہوئے ہیں اور رسول ﷺ پر ہاتھ صاف کرنے سے گریز نہیں کرتے۔'' (حرمت عقدِ سیدانی با غیر سید، صفحہ نمبر ۷۵، مطبوعہ مودت پبلشرز، امام بارگاہ شاہ نجف کوٹ سیّداں گوجر خاں)

خود شیعہ زعماء کو اعتراف ہے کہ قرآن مجید سے لے کر تعلیمات اہل بیت تک اور متقدمین سے لے کر متاخرین تک کی کتابوں میں پے در پے تحریف ہو رہی ہے۔ شیعہ مولوی محمد الطاف صاحب آف ڈھولر نے اس پر مستقل مضمون بھی ''ماہ نامہ دقائق اسلام'' سرگودھا میں شائع کیا تھا۔ جسے ضرورت پڑھنے پر ہم آگے کہیں جا کر شائع کر دیں گے۔ مگر بایں ہمہ ہمارے محترم جوادی صاحب ہیں کہ وہ ہمیں سوکنوں کا سا یوں طعنہ دیتے ہیں۔

''سلفی صاحب دراصل اپنے ''حضرت اقدس'' کے والد مولوی کرم دین صاحب کے عقائد و نظریات کو خدامیوں سے اوجھل کرنے کے درپے ہیں۔ یہ صاحب اپنے خدامیوں سے مخلص نہیں ہیں۔''

بحر العلوم علامہ عبد العلیؒ کی کتاب ''رسائل الارکان'' اور امامی ترجمان کی ہواس باختگی!

جوادی صاحب نے اپنے تئیں تو بڑے نادر و نایاب حوالے درج کر کے امامی عقائد کو بیساکھی دینے کی کوشش میں ہیں، مگر درحقیقت اُن کی مثال اس قابل رحم پھنسے کی سی ہے جو دلدل میں جتنا آگے بڑھتا ہے، پہلے سے کہیں زیادہ دھنستا ہے۔ اس لیے ہم نے پہلے بھی مولانا محسن علی صاحب قبلہ نجفی سے استدعا کی تھی کہ آپ کے یہ ہونہار ترجمان کہیں ملت کی اعتقادی لٹیا ہی نہ ڈبو کر رکھ دیں۔ موصوف نے علامہ بحر العلوم کی مذکورہ کتاب سے جو خود کو پناہ دینے کی کوشش کی ہے، اس کی حقیقت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (جاری ہے)

پاکیزہ کس کی سوچ ہے قرآن کی طرح	ملتا ہے کون موت سے عثمان کی طرح
سوچو تو کون کس کی حفاظت کے واسطے	باہر کھڑے ہیں دھوپ میں دربان کی طرح
کس ہاتھ کو نبی نے کہا ہے غنی کا ہاتھ	بیعت ہے کس کی بیعت عثمان کی طرح

ترتیب واملاء وحواشی: مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

[کنزِ مدفون]

مکاتیبِ قائد اہل سنت

(مسلسل)

نوٹ: حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مکاتیب کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض خطوط معاصرین کے اور بعض مسترشدین کے نام ہیں، مریدین کے نام اصلاحی مکاتیب چونکہ تربیت کے حوالہ سے ہوتے ہیں۔ اور تربیتی دور میں سالکین کو اپنے شیخ سے زجر وتوبیخ بھی ہوتی ہے۔ اس لیے جو خطوط سالکین و مریدین کے نام ہیں، ان کو شائع کرتے وقت مکتوب الیہ کا نام نہیں لکھا جائے گا اور حسبِ ضرورت بعض جگہ الفاظ کو حذف بھی کیا جائے گا البتہ جو حضرات اپنے نام سے ہی شائع کروانے پر راضی ہوں، تو ان کی رضا معتبر ہوگی اور ان کے نام سے ہی وہ خط شامل اشاعت ہوگا۔ قارئین سے التماس ہے کہ جس کے نام حضرت قائد اہل سنت کا کوئی خط موجود ہوتو وہ اصل یا صاف ستھری فوٹو کاپی ارسال فرما کر اس کارِ خیر کا حصہ بنیں۔ (ادارہ)

بنام مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ

(۱۸۳) جناب محترم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم! عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔ معدے کی خرابی کی شکایت رہی۔ کلی افاقہ تو نہیں مگر پہلے سے افاقہ ہے۔ تاہم سفر فی الوقت مشکل ہے۔ ڈھاکہ میں جمہوری مجلس عمل کی کارروائی سے تو بندہ بالکل مطمئن نہیں ہوا۔ کیونکہ آٹھ مطالبات میں اسلام کا لفظ تک نہیں رکھا گیا۔ حالانکہ جمعیت کی طرف سے اشتراک کے لیے اولین شرط اسلامی مطالبہ تھا۔ دوسری وجہ مودودیت سے اشتراک ہے کیونکہ اس سے علماء کرام کی پہلی تمام تر مساعی ضائع ہوجائے گی۔ اور مودودی وہ جماعت ہے جس کے اسلام پر ہمیں کوئی اعتماد ہے نہ جمہوریت پر! یہاں تو تمام احباب پر مثبت اثر نہیں پڑا اور جمعیت علماء اسلام چکوال نے عدم اعتماد کی قرار دادرات کو پاس کر کے حضرت درخواستی [1] مدظلہ، مفتی صاحب محمود اور مولانا ہزاروی [2] کی خدمت میں بھیج دی ہے، ہم تو

---

[1] مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ

[2] مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ

سیاست کو اسلام کے تابع رکھنا چاہتے ہیں، جب کہ آٹھ جماعتوں کے مشترکہ مطالبات میں اسلام کا نام تک نہیں! بہت دُکھ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے تو عدم اشتراک کے متعلق اپنی رائے ڈھاکہ بھیج دی تھی۔ اب وقت ہے کہ مختار صاحب سے جو مشورہ ہوا تھا، اس کے لیے جدوجہد کی جائے۔ واللہ ینصر! منی آرڈر کے ذریعہ خرچ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے قابل اعتماد آدمی کوئی جہلم، چکوال آنے والا ہو تو اس کے ہاتھ رقم بھیج دیں یا پھر بندہ خود حاضر ہوگا تو لے لے گا، البتہ مدرسہ اظہار الاسلام کی جو رسید بک آپ کے پاس ہے وہ بذریعہ رجسٹری بھیج دیں۔ تا کہ حساب کی پڑتال ہو جائے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون! والسلام

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد ۱۳ شوال المکرم (سن درج نہیں)

---

(۱۸۴) برادر محترم صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ عریضہ اور جوابات لکھ چکا ہوں۔ ۴ جون بروز خمیس بمقام جہلم بعد نماز ظہر متصلاً خاص اجلاس رکھا گیا ہے۔ اس میں جدید محاذ پر شرعی حیثیت سے مشاورت ہوگی۔ آپ کی شرکت بہرحال ضروری ہے۔ حافظ محمد طیب صاحب بھی آ جائیں، تاکید ہے اور حافظ محمد حیات صاحب بھی آ جائیں۔ باقی احباب کی خدمت میں سلام۔

خادم اہل سنت غفرلہ، مدنی جامع مسجد چکوال، ۲۵ ربیع الاول (سن درج نہیں)

---

(۱۸۵) بخدمت جناب حافظ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! طالب خیر بخیر ہے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ بندہ کل نماز جمعہ کے بعد براستہ جہلم رات کو لاہور پہنچے گا۔ وہاں سے صبح مخدوم پور جانا ہے۔ جہاں حضرت پیر صاحب مدظلہ سے ملاقات و مشاورت ہوگی۔ بہتر ہے کہ آپ، حافظ محمد طیب اور حافظ محمد حیات بھی ہمراہ ہوں تاکہ جماعتی کام بڑھایا جاسکے۔ حافظ محمد طیب صاحب کو میں نے لکھ دیا ہے۔ آپ کو کارڈ ارسال کرنا یاد نہ رہا تھا۔ اللہ کرے کہ کل آپکو پہنچ جائے۔ میرے ساتھ ایک ہمسفر بھی

ہوگا، شاید جہلم میں کچھ دیر ٹھہرنا پڑے۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
بروز خمیس

---

(۱۸۶) برادر محترم حافظ صاحب بزید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! بندہ نے لاہور کے لیے ڈاکٹر کمال صاحب کو ۵، اکتوبر والا پورا ہفتہ کام کے لیے دیا تھا۔ تاکہ دفتر وغیرہ کی اصلاح کی جائے۔ لیکن لائل پور کے سفر میں بیمار پڑ گیا۔ اس کے بعد کلورکوٹ کا پروگرام تھا جو ملتوی کر رہا ہوں۔ اب واپس گھر جا رہا ہوں، بخار میں افاقہ تو ہے مگر ضعف زیادہ ہے۔ اسی لیے لاہور کا سفر بھی ملتوی کر دیا اور اس کی اطلاع حضرت مفتی محمود صاحب کو دے دی ہے۔ چونکہ جمعیت علماء اسلام کے دفتر کے لیے لاہور میں تلاش جاری ہے۔ اس لیے آپ ابھی سے اس کی کوشش شروع کر دیں۔ مجھے تو اسٹیشن کے قریب کی جگہ پسند ہے، کیونکہ وہاں مسجد بھی ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے بھی پسند کیا ہے۔ آپ بھی پتہ کریں، یہ کام ضرور کرنا ہے۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ ان شاء اللہ جہلم جلسہ کے موقع پر ملاقات ہوگی۔ بندہ جمعہ کی شام کو پہنچ جائے گا۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ
یکم اکتوبر ۱۹۶۳ء

---

(۱۸۷) برادر محترم حافظ صاحب زیدہ مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! طالب خیر بخیر ہے۔ ہمارے سابق مدرس صاحب اچانک چلے گئے۔ مشاہرہ میں اضافے کا مطالبہ تھا۔ اب فوری طور پر معلم کی ضرورت ہے۔ فی الحال طلبہ رخصت پر ہیں۔ آپ اپنے متعلقین فارغین میں تلاش شروع کر دیں تاکہ یہ سال پورا ہو جائے۔ ہدایہ، کافیہ، سُلّم اور مختصر المعانی وغیرہ کے اسباق ہیں۔ آپ کے چچازاد بھائی حافظ محمد طیب صاحب کا خط آیا ہے۔ وہ ابتلاء میں ہیں۔ حق تعالیٰ ان کو نجات عطا فرمائیں۔ آمین۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۲۵ جون ۱۹۵۸ء

سیرت سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا حافظ محمد اقبال صاحب رنگونی

آپ جامع القرآن ہونے کی حیثیت سے عقیدہ اسلام کا ایک جزو ہیں اور خلیفہ راشد ہونے کی حیثیت سے آپ سنت کا ایک سنگ میل ہیں آپ صرف ایک تاریخی شخصیت نہیں آپ ایک دینی شخصیت ہیں اور ہم ان لوگوں سے متفق نہیں جو آپ کو محض ایک تاریخی شخصیت سمجھتے ہیں۔

○......سیدنا حضرت عثمان حضور ﷺ کے قریبی رشتہ دار شرم وحیاء اور اخلاق وشرافت کے پیکر مجسم ہیں دور جاہلیت میں بھی آپ کی شرافت اور ایمانداری مسلم تھی آپ ان دنوں بھی کبھی برائیوں کے قریب نہ گئے جب معاشرے میں ان برائیوں کو برائی نہ سمجھا جاتا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسلام کی دعوت دی تو اسے قبول کرنے میں آپ نے کوئی پس وپیش نہ کیا اسی وقت حضور ﷺ کی خدمت میں آگئے اور اسلام قبول کرلیا آپ چوتھے مسلمان تھے۔

○......حضرت عثمان غنی حضور ﷺ کی امت میں اور صحابہ کرام کے تذکروں میں تیسرے عظیم المرتبت شخص ہیں آپ سے اوپر حضرات شیخین کریمین ہیں آپ ۳۵ سال کی عمر میں حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور ۲۳ سال آپ کی صحبت میں رہے اور صحبت نبوی سے خوب خوب مستفید ہوئے۔

○......سیدنا حضرت عثمان غنی حضور ﷺ کے عظیم المرتبت صحابی اور سابقین اولین میں سے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو گونا گوں خوبیوں اور کمالات سے نوازا تھا آپ کی شرافت و دیانت ہر دور میں مسلم رہی اور کبھی آپ پر کسی نے انگلی نہیں اٹھائی آپ نے اسلام کی خاطر تکلیفیں برداشت کیں اور اللہ کے لیے دو مرتبہ گھر بار چھوڑا حضور اکرم ﷺ نے اپنی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں دیں اور فرمایا کہ چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ان کے نکاح میں دیتا چلا جاتا تاریخ انسانیت میں یہ شرف سوائے حضرت عثمان غنیؓ کے اور کسی کو نصیب نہ ہوا آپ ذوالنورین کے لقب سے ملقب ہوئے اور آسمان و زمین میں اسی نام سے پکارے گئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال و دولت عطا فرمایا تاہم آپ نے اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہمیشہ تیار رکھا اسلام اور مسلمانوں کے لیے جب بھی کوئی چھوٹی بڑی ضرورت پیش آئی حضرت عثمان غنیؓ کے مال سے مسلمانوں کی وہ بڑی

ضرورت پوری ہوتی رہی اور حضور ﷺ حضرت عثمانؓ کے لیے رات کی مناجات میں ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرتے رہے مسجد نبوی کی توسیع۔ بئر رومہ کی خریداری اور غزوہ تبوک کی تیاری آپ کی اسلامی خدمات کے نہایت روشن باب ہیں ان کی مثال پہلے کہیں نہیں ملتی۔

○......حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسلام کی ابتداء سے حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے اور ہر میدان میں سوائے بدر کے آپ کے ساتھ رہے آپ حضور ﷺ کے حکم سے بدر نہ گئے تھے تاہم حضور ﷺ نے آپ کو اہل بدر میں سے جانا اور آپ کے لیے صرف مال غنیمت ہی نہیں اجر وثواب ملنے کی بھی بشارت دی اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس رفاقت نبوی کو اس قدر قبولیت دی کہ آپ کو جنت میں بھی آپ کی بے مثل رفاقت سے نوازا۔ آپ نے کئی مرتبہ مدینہ میں حضور ﷺ کی نیابت کے فرائض انجام دیئے اور حضور ﷺ کی غیر موجودگی میں مدینہ منورہ کے انتظامی امور آپ نے سنبھالے تھے۔

○......حضور ﷺ کی رحلت کے بعد آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کاتب رہے اور آپ کا اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رہین احسان تھا اس لیے آپ ہمیشہ آپ کے قریبی ساتھیوں میں رہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ پر بہت اعتماد تھا آپ نے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آخری وصیت لکھی اور لوگوں کو پڑھ کر سنائی تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں آپ کی بڑی عزت تھی اور فرماتے تھے کہ اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلافت نہ دیتا تو عثمانؓ بیشک اس کے اہل تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشیر و وزیر بنے اور زندگی بھر ان کی مدد و معاونت فرماتے رہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد جن چھ لوگوں کا نام خلافت کے لیے تجویز کیا آپ ان میں سے ایک تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر زیادہ آپ ہی پر جمتی تھی آپ ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیاسی بصیرت کے اس درجہ معتقد تھے کہ حدیبیہ میں آپ نے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بطور سفیر مکہ مکرمہ بھیجنے کی تجویز دی تھی۔

○......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ امیر المؤمنین اور مسلمانوں کے خلیفہ بنے اور یہ صرف چند لوگوں کا انتخاب نہ تھا ہر بڑا چھوٹا حتیٰ کہ گھر کی عورتوں نے بھی آپ کے حق میں رائے دی اور آپ کی خلافت کو پسند کیا آپ کی خلافت پر کسی کا بھی کوئی اختلاف سامنے نہ آیا مسجد نبوی میں لوگوں کے جم غفیر نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جہاں جہاں تک مسلمانوں کے قدم پہنچ چکے تھے سب نے آپ کی خلافت کو قبول کیا اور آپ کو اپنا خلیفہ تسلیم کیا اور آپ کو سمع و اطاعت کا عہد دیا۔

○......اللہ تعالیٰ نے آپ کی خلافت میں مسلمانوں کے قدم اور بڑھائے دور دور تک مسلمان فوجیں پہنچیں اور انہوں نے وہاں اسلام کا جھنڈا لہرایا فتوحات کے دروازے کھلے اور مسلمانوں نے اس سے بھرپور عزت پائی اس کے تقریباً چھ سات سال بعد یہودیوں نے مسلمانوں کے قدم روکنے کے لیے ایک سازش تیار کی جس کی ابتداء آپ اور آپ کے بعض عمال کے خلاف پراپیگنڈے سے کی گئی آپ نے صبر و تحمل کے ساتھ ان کا جواب دیا اور ہر ممکن ذریعے سے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی مگر وہ اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لیے ایک اور منصوبہ قتل کی کہانی گھڑ لائے اور فتنوں کا ایسا دروازہ کھلا کہ چالیس دنوں کے بعد ظالموں نے آپ کو تلاوت کرتے شہید کیا اور آپ روزہ کی حالت میں اللہ کے حضور بطریق شہادت حاضر ہوگئے۔

○......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب کرام میں سے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تعریف فرمائی ہے اور آپ کے ایمان و یقین اخلاص عمل اور جنت میں بلند درجات پانے کا اعلان فرمایا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو آپ کی شان اور فضیلت بتائی آپ کو امت کا سب سے زیادہ حیاء دار اور کریم و سخی فرمایا آپ کو محبت سے اپنا بھائی کہا اور جنت میں ان سے اپنی رفاقت کی خبر دی آپ نے مختلف عنوانوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی پیشگوئی فرمائی اور انہیں خلافت نہ چھوڑنے کی تاکید کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے شہید ہونے کی شہادت اور آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی اور آپ کے لیے جنت میں محل بن جانے کی خبر بھی دی ہے۔

○......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم سے بڑی محبت تھی آپ کاتبین وحی میں سے ایک تھے اور پکے حافظ قرآن تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جمع قرآن کا شرف بخشا آپ کے ہاتھوں دنیا بھر میں قرآن کی اشاعت ہوئی اور آپ جامع آیات القرآن کہلائے جمعہ کے خطبہ میں ہر خطیب آپ کی اس خدمت کو آج تک خراج تحسین پیش کر رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک کرتا رہے گا آپ کی قرآن سے محبت کا یہ حال تھا کہ عین شہادت کے وقت بھی قرآن آپ کی گود میں تھا اس قرآن پر آپ کے خون کے قطرے گرے جو آج بھی تاشقند کے عجائب گھر میں اس نسخہ قرآن پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

○......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شروع سے چلے اور آخر تک دیوانہ وار آپ کے ساتھ چلتے رہے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی حاصل کرنے کے لیے ہمہ وقت موقع کی تلاش میں رہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی ضرورتیں پورا کرنے میں بھی آپ کبھی

پیچھے نہ رہتے یوں بھی آپ اس مقدس اور معظم گھر کے بڑے داماد تھے آپ حضور ﷺ کا ہی نہیں بلکہ آپ سے منسوب ہر ایک چیز کا بے حد ادب واحترام فرماتے تھے اور اس کے خلاف ایک لفظ سننا کبھی آپ کو گوارا نہ ہوتا تھا اگر کبھی کوئی ایسی بات ہوتی تو آپ نرم خو ہونے کے باوجود سختی سے کام لیتے تھے۔ آپ کے دل میں حضور ﷺ کے الفاظ کی اس قدر عظمت اور اہمیت تھی کہ آپ زیادہ حدیثیں روایت کرنے سے بھی ڈرتے تھے کہ کہیں کوئی غلط لفظ زبان سے نہ نکل جائے تاہم آپ نے احتیاط کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی حدیثیں بیان کیں آپ کے قرآن وحدیث کے شاگردوں میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اور تابعین ہیں۔

○...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اعمال صالحہ کے بڑے حریص تھے قیام اللیل آپ کا محبوب وظیفہ تھا آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قرآن پڑھتے ساری رات گزار دیتے تھے اور پورا قرآن پڑھ جاتے تھے آپ روزہ کے بھی دلدادہ تھے اور آپ کو اکثر روزہ میں ہی دیکھا گیا بوقت شہادت بھی آپ روزہ سے تھے انفاق فی سبیل اللہ میں آپ سے آگے اگر کوئی نکلے تو وہ صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے آپ نے اپنا سب کچھ اسلام اور اہل اسلام کے لیے وقف کر دیا تھا آپ مسلمانوں کا دکھ درد نہ دیکھ سکتے تھے آپ کو بیت اللہ کی حاضری بڑی محبوب تھی ہر سال آپ حج کے لیے جاتے تھے اور مدینہ منورہ سے مسلمانوں کا جم غفیر آپ کی قیادت میں حج کی سعادت پاتا تھا ایک مرتبہ ازواج مطہراتؓ نے بھی آپ کی معیت میں حج کیا تھا۔

○...... حضور ﷺ نے آپ کو جنتی ہونے کی کئی مرتبہ بشارت دی تھی اس کے باوجود آپ نے خوف وخشیت کی زندگی گزاری فکر آخرت اور یاد موت سے آپ بے چین ہو جاتے اور اکثر آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھیں آپ کے ملفوظات اور مکتوبات اس بات پر گواہ ہیں۔ آپ کے پاس مال و دولت کی کمی نہ تھی مگر آپ نے زہد وتقویٰ کو پسند کیا آپ ہزاروں مربع میل کے حکمراں تھے مگر آپ کو سب نے ہمیشہ متواضع ہی پایا آپ کسی کی بات کا برا نہ مناتے تھے اور ہر ایک سے عجز و انکساری سے پیش آتے تھے۔

آپ کی شہادت سے دنیا بھر کے مسلمان غمزدہ ہوئے تاہم اس کا سب سے زیادہ رنج حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تھا سازش کرنے والوں نے شروع سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جانب گھسیٹنے کی کوشش کی تھی اور وہ آپ کا نام اکثر استعمال بھی کرتے رہے مگر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ اس سے برات

کا اعلان کیا آپ کے قاتلوں پر لعنت کی اور آپ کی شہادت کو مظلومانہ اور اسلام کا بڑا حادثہ قرار دیا۔

○.....آپ حضور ﷺ کے بڑے داماد تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ہم زلف تھے حضرت فاطمۃ الزہراء آپ کی سالی اور آپ حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خالو تھے آپ کا اہل بیت کے ساتھ بہت قریب کا رشتہ تھا ان دونوں گھرانوں میں ہمیشہ محبت کے چراغ جلے کبھی نفرت کا دھواں نہ دیکھا گیا آپ کے بیٹے بیٹیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان میں بیاہی گئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے حضرت عثمانؓ کے گھر رشتہ ہوا اور دونوں خاندانوں میں نفرت و عداوت کا بیج بونے والے اور قصے گھڑنے والے اپنا منہ لے کر رہ گئے اور وہ اب تک اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح بھی ان دونوں خاندانوں میں دشمنی دکھائی جائے اور جھوٹے راویوں کے بناوٹی قصے سنا کر مسلمانوں کے درمیان نفرت کی آگ بھڑکائی جائے وہ اس چیخ و پکار میں لگے ہوئے ہیں مگر ان کی یہ چیخ و پکار انہیں مزید گمراہی کی جانب لے جارہی ہے ﴿موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور﴾

رفیق مصطفیٰ ﷺ بے شک ہیں عثمان غنی رضی اللہ عنہ

عاشق ذات خدا بیشک ہیں عثمان غنی
پیکر شرم و حیاء بے شک ہیں عثمان غنی

ثبت ہے جن کی وفا تاریخ کے اوراق میں
وہ رفیق مصطفیٰ بے شک ہیں عثمان غنی

مال و زر جس نے لٹایا دین برحق کے لیے
وہ شہ جود و سخا بے شک ہیں عثمان غنی

اسوہ نبی کے تھے کامل نمونہ بالیقین
ناشر شرع و ہدیٰ بے شک ہیں عثمان غنی

نور چشم مصطفیٰ دو آئیں ان کے عقد میں
باحیا و باصفا بے شک ہیں عثمان غنی

غازی دین خدا ہیں اور شہید راہ حق
پیکر صبر و رضا بے شک ہیں عثمان غنی

نام ہے عثمان جن کا اور غنی جن کا لقب
وہ امیر بے ریا بے شک ہیں عثمان غنی

یاد حق میں رات دن انور ہے مصروف جو
وہ مجسم اتقا بے شک ہیں عثمان غنی

(محترم جناب حافظ نور محمد انور صاحب مرحوم (لاہور)

گوشۂ خواتین

سرورِ کونین ﷺ کی بہنیں

ان پاک ہستیوں کے بصیرت افروز احوال جو رسول مقبول ﷺ کی قرابت دار ہیں

حضرت ام حکیمؓ: حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا بنت زبیر بن عبدالمطلب حضور ﷺ کی چچا زاد بہن تھیں۔ آپ کا نام صفیہ تھا۔ کنیت ایک روایت میں ام حکم بھی ہے۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا (یا ام حکم رضی اللہ عنہا) کے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مکہ کے متمول تاجروں میں سے تھے اور زمانہ جاہلیت میں بھی بڑے دلیر اور جوانمرد مشہور تھے۔ بے سہارا، غریبوں اور مظلوم لوگوں کو مصیبت میں دیکھ کر ان کا دل بھر آتا تھا۔ حلف الفضول کے محرک اور داعی آپ ہی تھے۔ ان کے انتقال کے بعد بھی حضور ﷺ انہیں برابر یاد کرتے اور ان کے سلوک کا ذکر فرماتے۔ حضور ﷺ آپ کے بھائیوں اور بیٹوں کے ساتھ ہمیشہ صلہ رحمی کا سلوک کرتے اور انہیں خیبر کی جائیداد سے وافر مقدار میں حصہ دیا۔ حضور ﷺ آپ کی بیوی، عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت وہب کو ماں کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر کو دیکھ کر "میری ماں کے بیٹے" فرمایا کرتے۔

حضرت ام حکیم کا نکاح ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوا تھا۔ ربیعہ بن حارث حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے اور اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے چند برس بڑے تھے۔ انہی کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا "آگاہ رہو کہ زمانہ جاہلیت میں جس قدر خون ہوئے یا جو فخر وغرور کی باتیں ہوئیں، وہ سب میرے قدم کے نیچے ہیں یعنی میں ان کو معاف کرتا ہوں۔ سب سے پہلا خون جس کو معاف کرتا ہوں۔ وہ ربیعہ بن حارث کا خون ہے۔" کہا جاتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ربیعہ کا ایک بیٹا قتل ہو گیا تھا۔ ربیعہ تجارت کرتے تھے اور تجارت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شریک تھے۔

فضل بن حسن بن عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے کہ زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹی ضباعہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ جنگی قیدی آئے تو ہم دونوں بہنیں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور انہیں ساتھ لے کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور اپنے حصے کی گزارش کی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "بدر کے یتامیٰ تم پر سبقت لے گئے ہیں لیکن میں

کیوں نہ تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دوں۔ تم ہر نماز کے بعد ۳۴ بار اللہ اکبر، ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد لله ولا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شئى قدير پڑھا کرو۔“

حضرت ام حکیمؓ کے تین بیٹے تھے۔ محمد، عبداللہ اور عباس۔ یہ تینوں بیٹے صاحب اولاد تھے۔

حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا: حضرت ام حکیم کی بہن تھیں ان کے والد زبیر حضور اکرم ﷺ کی سگی دادی فاطمہ بنت عمرو کے بیٹے تھے جو حضرت عبدالمطلب کی چھ بیویوں میں سے ایک تھیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ان کا نکاح حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن اسد سے کیا تھا۔ ابن حجر ان کے نکاح کے بارے میں ایک دلچسپ روایت بیان کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ایک بار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم شادی کیوں نہیں کرتے؟ مقداد رضی اللہ عنہ بہت سادہ اور صاف گو شخص تھے انہوں نے جواب دیا کہ آپ اپنی بیٹی کا بیاہ مجھ سے کر دیں۔ یہ بات سن کر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے انہیں سخت سست کہا۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر ان کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اگر کسی کو تمہیں اپنی بیٹی دینے سے انکار ہے تو ہونے دو، میں تمہیں اپنے چچا کی بیٹی سے بیاہوں گا۔“ اور حضور ﷺ نے ان کا نکاح اپنے چچا زبیر کی بیٹی ضباعہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔

حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا بعض اوقات حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں کوئی تحفہ یا کھانا وغیرہ بھجوایا کرتی تھیں۔ حضور ﷺ تک حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کا تحفہ یا کھانا ان کی کنیز حضرت سدرہ رضی اللہ عنہا لے جانے کی سعادت حاصل کرتیں۔ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کے بہن بھائیوں کے بارے میں پوری معلومات نہیں ملتیں کیونکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارے میں سیرت نگاروں کی مختلف آراء ہیں۔ عبدالرحمٰن ابن جوزی اور عبدالمقتدر کے نزدیک انہوں نے صرف ایک بیٹا عبداللہ اور دو بیٹیاں ضباعہ رضی اللہ عنہا اور ام حکیم رضی اللہ عنہا یادگار چھوڑیں۔

حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے بارے میں طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ ان کی ایک بیٹی کریمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں اور وہ بھی صحابیہ تھیں۔ ابن اثیر ان کی اولاد میں عبداللہ اور کریمہ کا نام لکھتے ہیں۔ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے عبداللہ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور اس میں شہید ہوئے۔

روایت ہے کہ حضور ﷺ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں حج کرنے کو کہا۔ ضباعہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں کافی جسیم عورت ہوں، ایسے موقع پر میرا دم گھٹ جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''آپ اس شرط پر حج کریں کہ جب آپ کا دم گھٹنے لگے تو آپ اپنا احرام کھول دیں۔'' ابن مندہ اور ابونعیم نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔

حضرت درہ رضی اللہ عنہا: حضرت درہ رضی اللہ عنہا ابولہب بن عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ اس رشتہ سے یہ حضور ﷺ کی چچازاد بہن تھیں مگر ان کے نامراد باپ نے ہمیشہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ دشمنی کی تاہم خدا تعالیٰ نے حضرت درہ رضی اللہ عنہا کو اسلام قبول کرنے کی سعادت بخشی۔

حضرت درہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی نوفل بن حارثؓ کے بیٹے حارثؓ سے ہوا۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ حضرت درہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر کے ہجرت کی۔ حضرت درہ رضی اللہ عنہا کے شوہر اور سسر نے غزوۂ خندق سے پہلے اسلام قبول کرلیا تھا۔ حضرت درہ رضی اللہ عنہا کے سسر حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا شرف بھی حاصل کیا مگر شوہر اس سعادت سے محروم رہے۔ البتہ حضرت درہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت کی۔

حضرت درہ رضی اللہ عنہا جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچیں تو رافع بن معلیٰ زرقی کے گھر اتریں۔ وہاں بنو زریق کی عورتیں ان سے ملنے کے لیے آئیں اور کہنے لگیں ''تم کو ہجرت کا کیا ثواب ملے گا کیونکہ تمہارے باپ ابولہب کے بارے میں سورۂ تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی تھی اور تم اسی کی بیٹی ہو۔'' حضرت درہ رضی اللہ عنہا کو یہ سن کر صدمہ ہوا اور آپ اسی پریشانی کے عالم میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور اپنی فریاد سنائی۔ حضور ﷺ نے انہیں تسلی دی اور بٹھایا۔ لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی تھوڑی دیر بعد منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ''لوگو! مجھ کو میرے خاندان کے بارے میں تکلیف دیتے ہو۔ حالانکہ قسم ہے خدا کی! میرے اقربا کو میرے شفاعت ضرور پہنچے گی۔ یہاں تک کہ صد، حکم اور سلہب بھی اس سے مستفید ہوں گے'' اور فرمایا کہ میرے قرابت داروں پر طعن و تشنیع سے مجھے نہ ستایا جائے۔'' آپ سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔ ان کے راویوں میں عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمیرہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں۔ آپ ﷺ سے مروی احادیث میں دو مشہور احادیث ہیں:

① ایک دفعہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ لوگوں میں بہتر کون ہے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس میں تقویٰ زیادہ ہو، جو لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم کرتا ہو، برے کاموں سے روکتا ہو اور صلہ رحمی کرتا ہو۔''

② حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے ''کسی مردہ کے افعال کے بدلے کسی زندہ کو اذیت نہیں دی جا سکتی۔''

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں درہ رضی اللہ عنہا بنت ابولہب نہایت فیاض تھیں اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ حضرت درہ رضی اللہ عنہا کے تین بیٹے عتبہ، ولید اور ابو مسلم پیدا ہوئے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا: حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت محمیہ بن جزء الزبیدی تھا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے سگے بہن بھائیوں کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا مگر ان کے سوتیلے بہن بھائیوں میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری تمام اولاد شامل ہے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان سے دو بیٹے محمد بن حسن اور جعفر بن حسن پیدا ہوئے۔ بعد میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ میں علیحدگی ہوگئی اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور ان سے موسیٰ نامی بیٹا پیدا ہوا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انہوں نے عمران بن طلحہ سے نکاح کیا مگر ان سے نباہ نہ ہو سکا یوں آپ رضی اللہ عنہا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئیں۔ وہیں فوت ہوئیں اور کوفہ کے باہر دفن ہوئیں۔

دراوردی نے یزید بن ہاد سے انہوں نے محمد بن ابراہیم سے اور انہوں نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شخص کے رونگٹے خدا کے ڈر سے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ خشک پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔ ابن مندہ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔

سیرتِ صحابہ کے چند پہلو

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جن کی (عراق کے شہر) کوفہ میں تدفین ہوئی۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ سب سے پہلے صحابی ہیں جن کو اسلام میں مردوں میں سے سب سے پہلے شہید کیا گیا۔

حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے دفن ہونے کا شرف حاصل کیا۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جو غسیل الملائکہ بنے۔ (حضرت حنظلہ جب شہید ہوئے تو ملائکہ نے آکر ان کو غسل دیا تھا)۔ (خزینہ معلومات)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جو صاحب السرراز دار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (خزینہ الاسرار)

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالشہادتین کا لقب عطا فرمایا (حضرت خزیمہ اکیلے کی گواہی کو دو گواہوں کے قائم مقام رکھا گیا) (صحابہ کوئز)

حضرت خرباق رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جن کو ذوالیدین کے لقب سے نوازا گیا (خزینہ معلومات)

حضرت الدرحداح رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جو سب سے پہلے جنت کا پھل کھائیں گے (خزینہ معلومات)

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جو سب سے پہلے حوض کوثر کا پانی پئیں گے (خزینہ معلومات)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں کہ قیامت والے دن فرشتے سب سے پہلے ان سے مصافحہ کریں گے (خزینہ معلومات)

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ وہ واحد خوش نصیب صحابی ہیں جو قرآن مجید کی پہلی وحی کے کاتب ہیں (مخزن اخلاق)

حضرت مسروح رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جو ثوبیہ کے بیٹے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی تھے (سیرت کوئز)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مکہ میں سب سے پہلے بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ (خزینہ الاسرار)

تبصرہ کتب

کتاب کا نام	....	حضرت امیر معاویہؓ اور عبارات اکابر
تصنیف	....	مولانا مفتی محمد وقاص رفیع
صفحات	....	۶۳۲
قیمت مندرجہ	....	۱۰۰۰روپے
ناشر	....	ادارۃ التحقیق والادب، واہ کینٹ 0300-5808678

علامہ عبدالعزیز پرھاڑویؒ نے محمد بن محمود آملیؒ کی کتاب ''نفائس الفنون'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کسی نے پوچھا کہ آپ افضل ہیں یا حضرت علیؓ؟ تو انہوں نے جواب دیا''خطوط من علی خیر من آلِ ابی سفیان'' علیؓ کے نقش پاء بھی ابوسفیانؓ کی آل سے بہتر ہیں۔(الناھیہ عن طعن المعاویہؓ ص ۲۸)

اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان ''رحماء بینھم'' میں کسی کو شک کی مجال نہیں ہے۔لیکن ظاہر ہے کہ اس سے صحابہ کرامؓ کی معصومیت کا اصول نہیں نکلتا،بعض بشری تقاضوں،مخصوصی حالات اور منافقین و یہود کی سازشوں کی وجہ سے ان نفوسِ قدسیہ کے مابین جتنے نزاعات پیش آئے۔اہل سنت سبھی سے حُسن ظن رکھتے ہوئے ان کی معقول توجیہہ کرتے ہیں تاکہ کسی کی بے ادبی لازم نہ آئے جب کہ اہل سنت کے بالمقابل روافض،خوارج،نواصب یا انہی کے بطن سے نکلنے والے انڈے،بچے سب کے سب حصہ بقدر جثہ کے تحت بے ادبی اور بے توقیری کے مرتکب ہوتے ہیں چند سال قبل مولانا طاہر ہاشمی کی کتاب ''ناقدین امیر معاویہؓ'' شائع ہو کر آئی تھی جس کا خلاصہ اگر چند لفظوں میں لکھا جائے تو وہ یہ ہوگا بہ قول مصنف کہ پوری کی پوری امت مسلمہ نے کبھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قبول نہیں کیا اور زعماء امت نے ان پر ناقدانہ نظر ہی رکھی ہے۔تب حضرت قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ بہت یاد آئے، جب انہوں نے اپنی ایک کتاب کا نام ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نادان حامی (غالی گروہ)'' رکھا تھا۔اس سے بڑی کمال نادانی اور کیا ہوگی کہ روافض کے اس نظریہ کو

یہ کہہ کر تقویت دی جائے کہ اہل سنت والجماعت کے چوٹی کے اسلاف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کرتے رہے۔ میرا خیال ہے جناب ہاشمی صاحب نے ناقدین کی ابتداء امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ملا علی قاریؒ سے کر کے بھی زبردست غلطی کی ہے۔ بلکہ انہیں ''ناقدین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' کی ابتداء خود اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کر لینی چاہیے تھی جو ایک بڑی تعداد میں خلیفۂ موعودہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں اُن کے خلاف لڑائیوں میں حصہ لے رہے تھے (اعاذنا اللہ منہ)۔ مجھے یہاں ایک تاریخی واقعہ یاد آ گیا۔ مشہور انقلابی اور احراری راہنما جانباز مرزا مرحوم نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی سوانح لکھی تھی۔ جو مولانا ابوذر عطاالمنعم شاہ بخاریؒ کے دل کو نہ لگی تو انہوں نے زور دار الفاظ میں فرمایا یہ بھی کوئی سوانح ہے؟ اب میں خود لکھوں گا اور آغاز حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے کروں گا۔ مرزا صاحب کو مزاح سوجھا تو کہا، جناب حضرت آدم علیہ السلام کا کیا قصور ہے؟ وہاں سے آغاز فرمائیے گا۔ اس لیے جناب ہاشمی صاحب بھی ناقدین کی فہرست میں اگر ہابیل کا نام بھی درج فرما دیتے کہ نہ وہ پیدا ہوتے، نہ ان کی نسل میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نام کی شخصیت دنیا میں آتی، نہ مشاجرات کے قضیے پیش آتے اور نہ تنقید کے دروازے کھلتے، سو

کس کو باغ مین نہ جانے دیجو
کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا

اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو روافض اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو موجودہ دور کے یہ ''نادان حامی'' ایسے وکیل نصیب ہوئے کہ جو بجائے دفاع کرنے کے اُلٹا خود ہی توہین کے مرتکب ہوجاتے ہیں، اس وقت تفصیل میں جانا باعث طوالت ہوگا، فی الحال ہم ہاشمی صاحب کی کتاب ''ناقدین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے جواب میں حال ہی میں منظر عام پر آنے والی والی زیر تبصرہ کتاب پر اپنی چند گزارشات پیش قارئین کریں گے۔ یہ کتاب مدرسہ عربیہ رائے ونڈ کے فاضل مولانا مفتی محمد وقاص رفیع کے گوہر ریز قلم کا نتیجہ ہے۔ اس میں انہوں نے بڑی متانت اور خوش اسلوبی کے ساتھ یہ نازک پگڈنڈی عبور کرنے کی ہمت کی ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ جب کوئی شخصیت کسی بھی متحارب گروہ سے متعلق ہوتی ہے تو اس سے وابستہ جذبات میں مدوجزر کا پیدا ہوجانا ایک امرِ طبعی ہے۔ اہل سنت والجماعت کا دوٹوک نظریہ ہے کہ خلفاء راشدین موعودہ چار ہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی

رسول ﷺ کاتب وحی اور اپنے دیگر کمالات کی بناء پر جنتی ہیں اور ان کی محبت اہل ایمان کا اثاثہ ایمان ہے۔ تاہم مرتبہ کے لحاظ سے وہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہم پلہ نہ تھے اور باہمی جنگوں میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور نکتہ خطاء پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ مگر اس سے مراد خطاء اجتہادی ہے، جس میں مجتہد نیکی سے محروم نہیں ہوتا اور اس کی عزت و توقیر میں کوئی فرق نہیں آتا۔ زمانہ حال کے جذباتی، اشتعالی اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض خوامخواہ اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص سمجھ بیٹھے اور یوں انہیں اپنے سوا پوری کائنات کے مسلمان ''ناقدین'' دکھنے لگے۔

اس کتاب کے بعض ابواب کے مباحث یقیناً کمزور پہلو بھی لیے ہوئے ہیں۔ اور کمزور پہلوؤں سے کسی مصنف کی تصنیف خالی نہیں ہوتی۔ تاہم اُن چند کمزوریوں کے باوصف مجموعی اعتبار سے یہ کتاب سلسلۂ دفاعِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک بہترین، لائق مطالعہ، قابل قدر اور مستحق تحسین کاوش ہے۔ کتاب ہذا ۶۳۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ حوالہ جاتی کتب پر نظر ڈالنے سے محسوس ہوتا ہے کہ مصنف کتاب ہذا نے سینکڑوں صفحات کا مطالعہ بایں معنی کیا ہے کہ اصل مصادر اور علمی منابع پر توجہ مرکوز رکھی ہے۔ استدلال اور نتیجہ فکر کے طور پر انہوں نے جو سطور لکھی ہیں، ان میں بھی کافی حد تک اعتدال چھلکتا ہے۔ اگر کوئی محقق عالم اس کتاب پر تنقیدی تبصرہ کر ڈالے تو مصنف کو دل برداشتہ نہیں ہونا ہوگا۔ بلکہ انہیں خوشی ہونی چاہیے کہ ان کی نگارشات کو اہل علم کے ہاں پذیرائی مل رہی ہے جب کہ یزیدی ٹولے کی جاہلانہ، غیر عالمانہ اور سوشل میڈیا پر پھیلائی جانے والی بعض خبیثانہ حرکتوں کو ہنس کر نظر انداز کر دینا چاہیے کہ ان ہوائی گولوں کی نہ پہلے کبھی وقعت رہی ہے، نہ اب ہوگی اور نہ کبھی ہو سکے گی۔ دور حاضر میں ایک بار پھر جب کہ غلط فہمیوں کے جال بُنے جا رہے ہیں۔ مصنف کتاب ہذا جیسے حساس مزاج فاضل کا میدانِ علم میں اترنا باعث مسرت ہے۔ مبصر کی خواہش ہے کہ مولانا محمد اسماعیل ریحان، مفتی ابولبابہ شاہ منصور، مولانا طلحہ السیف اور اس سے اگلی صف کے لوگوں میں سے بالخصوص حضرت مولانا عبدالقدوس خان قارن اس محاذ پر توجہ دیں اور مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم، خلافتِ راشدہ موعودہ، نیز داخلی فتنوں کے متعلق جمہور اہل سنت والجماعت کے بے غبار نظریہ کو اپنی خداداد صلاحیتوں سے آشکار کریں۔ ایسے ہی بریلوی اور اہل حدیث مکتب فکر میں بھی چند اہل قلم اس مخصوص اور حساس فکر کے موجود ہیں، جو دیگر تعبیری اختلافات کو چھوڑ کر اگر اس اجماعی اور اجتماعی کاز پر اپنی

دماغی پنہائیاں نچھاور کر دیں تو ان کا بڑا احسان ہوگا۔ اہل علم زیر تبصرہ کتاب دیئے گئے فون نمبر سے رابطہ کر کے حاصل کریں۔ اسے اپنے کتب خانوں کی زینت بنائیں اور اس علمی تحفہ کی قدر کر کے اپنے خزانۂ معلومات میں اضافے کے ساتھ ساتھ مصنف کی بھی ضرور حوصلہ افزائی فرمائیں۔ کتاب کی جلد مضبوط، کاغذ مناسب، سرورق جاذب نظر، کمپوزنگ قابل برداشت اور قیمت ''ناقابل برداشت'' ہے۔ اللہ کریم مصنف کی اس محنت کو قبولِ عام کا شرف بخشیں اور اپنی بارگاہ میں اسے مقبول فرما کر مخلوق کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین ثم آمین۔

موعودہ خلفاء راشدینؓ خلافت کی مرکزی پالیسی میں اجتہادی خطاء سے بھی محفوظ تھے

مقامِ حدیبیہ میں ۱۴ یا ۱۵ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کو نبی کریم ﷺ کی بیعت کا خصوصی شرف حاصل ہوا ہے ''لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ ''الآیۃ ۔ بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مؤمنین سے اس وقت راضی ہوگیا جو اس درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔'' اس آیت کی بناء پر اہل السنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اصحاب بیعت رضوان (جن میں خلفائے اربعہ حسبِ ترتیب خلافت سب سے افضل ہیں) سے اس کے بعد ایسا کوئی کام نہیں ہوا جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث بنے۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق نے ان کو اپنی رضا پر قائم رکھا ہے۔ البتہ ان سے اجتہادی خطاء سرزد ہوسکتی ہے اور بعض سے اس کا وقوع بھی ہوا لیکن اجتہادی خطاء رضائے خداوندی کے منافی نہیں ہے کیونکہ وہ حق کے دائرہ میں ہی ہوتی ہے۔ اسی بناء پر ان کو اس خطا پر بھی حسبِ حدیث بخاری ایک ثواب ملتا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک یہ چاروں خلفائے راشدین اجتہادی خطاء سے محفوظ نہیں ہیں۔ البتہ ان کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق خلیفہ بنایا ہے اس لیے خلافت کی مرکزی اہم پالیسی میں وہ خطائے اجتہادی سے بھی محفوظ ہیں تاکہ قیامت تک ایک معیاری خلافت کا نمونہ باقی رہے۔ (کشفِ خارجیت، قائد اہل سنت ص ۲۷۴)

بچوں کا صفحہ

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

سوال: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے بڑا درجہ کس صحابی کا ہے؟

جواب: اسلام میں جو مقام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کسی صحابی کو نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کا احسان ہم پر ہو اور ہم نے نہ اتارا ہو سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے، کہ ان کے احسانات ہم پر اتنے ہیں کہ ان کا بدلہ اللہ رب العزت ہی قیامت کے روز دیں گے، مجھے کسی کے مال سے اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے پہنچا ہے۔ اگر میں انسانوں میں سے کسی کو بھی خلیل (گہرا دوست) بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا مگر تمہارے اس ساتھی کا یعنی میرا خلیل تو اللہ ہے۔

سوال: وہ کون سے صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے امامت کروائی؟

جواب: وہ صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض الوفات شروع ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے باجازت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کروائی۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کتنی نمازیں پڑھائیں؟

جواب: سترہ نمازیں

سوال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کن غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کیا؟

جواب: حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہ۔ اور ان کی بیٹی، ام عبیس رضی اللہ عنہا، حضرت حمامہ رضی اللہ عنہ، حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ یہ لوگ جونہی اسلام لائے آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کیا۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر کون لوگ اسلام لائے؟

جواب: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام، حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن عوف، حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سوال: بتایئے مکہ مکرمہ میں سب سے پہلی مسجد کس نے بنائی؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی کس بیٹی کا رشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طے کیا تھا؟

جواب: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا۔

ماہنامہ حق چار یار لاہور رجسٹرڈ نمبر CPL26

اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تحریک خدام اہلسنت والجماعت کے زیر اہتمام

تبلیغی تربیتی اصلاحی عظیم الشان

51 ویں سالانہ دو روزہ سنی کانفرنس

ان شاء اللہ

بھیں ضلع چکوال

6/7 اکتوبر بروز ہفتہ اتوار 2018

بیاد

جاری کردہ

زیر سرپرستی

بانی تحریک خدام اہلسنت والجماعت پاکستان

امیر تحریک خدام اہلسنت والجماعت پاکستان

حسب سابق

بھرپور مذہبی جوش وجذبہ سے منعقد ہوگی جس میں ملک بھر سے علماء مشائخ شعراء نعت خواں حضرات تشریف لا رہے ہیں

تحریک خدام اہلسنت والجماعت
قاضی محمد ظاہر حسین جرار
0543-593007
0543-543444

عطیہ اشتہار
قاری محمد انور حسین انور
خطیب جامع مسجد عبد اللطیف مہتمم مدرسہ مظہر العلوم سماہنی ضلع بھمبر (آزاد کشمیر)
0345-9733358